بسم اللہ الرحمن الرحیم

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا

مُسلسل اِشاعت کے 61 سال

مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ: 7

جلد: ۲۸

جولائی 2024ء

محرم الحرام ۱۴۴۶ھ

Email:
khatmenubuwwat@ymail.com

سپریم کورٹ آف پاکستان میں قادیانی مقدمہ کی سماعت

مناقب سیدنا اِمام حُسین رضی اللہ عنہ

www.khatm-e-nubuwwat.com, www.lolaak.clickhere2.net, www.laulak.info

لولاک

ماہنامہ

ملتان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

شمارہ : ۷   جلد : ۲۸

بیاد

امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ — مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہدِ ملّت مولانا محمّد علی جالندھریؒ — مناظرِ اسلام مولانا لال حسین اخترؒ

حضرت مولانا سیّد محمّد یوسف بنوریؒ — خواجۂ خواجگان حضرۃ مولانا خان محمّد صاحبؒ

حضرت مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ — فاتحِ قادیان حضرت مولانا محمّد حیاتؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمّد عبداللہؒ — حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ — شیخ الحدیث حضرۃ مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ — پیرِ طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ — حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ

حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ — حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ

حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوری شہیدؒ — صاحبزادہ طارق محمودؒ

مولانا محمد اکرم طوفانیؒ

مجلسِ منتظمہ

مولانا غلام رسُول دینپوری	مولانا محمد اسماعیل شجاعبادی
علامہ احمد میاں حمادی	مولانا فقیر اللہ اختر
مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن	مولانا محمد طیّب فاروقی
مولانا قاضی احسان احمد	مولانا محمّد اسحاق ساقی
مولانا مفتی مُحمّد راشد مدنی	مولانا محمد وسیم اسلم
مولانا محمد حسین ناصر	چوہدری محمد اقبال
مولانا محمّد قاسم رحمانی	مولانا عبدُالرزاق
مولانا عبدالرشید غازی	مولانا محمد اویس

بانی : مجاہد ختم نبوۃ حضرت مولانا تاج محمودؒ رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی : حضرت مولانا حافظ محمّد ناصر الدین خاکوانی صاحب

زیرِ سرپرستی : حضرت مولانا سیّد سُلیمان یُوسف بنّوری صاحب

نگرانِ اعلیٰ : حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نگران : حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر : حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمّد شہابُ الدّین پوپلزئی

ایڈیٹر : صاحبزادہ حافظ مُبشر محمُود

مُرتّب : مولانا عزیز الرحمٰن ثانی

کمپوزنگ : یُوسف ہارُون

ناشر : عزیز احمد   مطبع : تشکیل نو پرنٹرز ملتان

مقام اشاعت : جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

رابطہ : عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

حضوری باغ روڈ، ملتان فون : 0333-8827001, 061-4783486

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم

سپریم کورٹ آف پاکستان میں قادیانی مقدمہ کی سماعت	مولانا اللہ وسایا	03

مقالات ومضامین

حمد باری تعالیٰ (منظوم)	جناب پیر نصیر الدین نصیر رحمۃ اللہ علیہ	11
مناقب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ	مولانا عبدالصمد محراب پوری	12
ماہ محرم الحرام کی عظمت	مولانا محمد وسیم اسلم	16
نبوی لیل ونہار...... سفر میں حدی پڑھنا	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	18
علمائے حق کی بے نیازی	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوری رحمۃ اللہ علیہ	19

شخصیات

مولانا عبدالغفور حقانی...... جنت مکانی	مولانا عبدالجبار سلفی	22

ردقادیانیت

شیخ شلتوت مصری کا گمراہ کن فتویٰ اور امت قادیانی	مولانا محمد اسحاق سندیلوی لکھنوٴ	27
ایک بار پھر قادیانیت ہار گئی، اسلام جیت گیا	مولانا عتیق الرحمٰن سیف	34
قادیانیوں سے چند سوالات	// // //	37
مرزا قادیانی کی جانچ کے چار بنیادی اصول (آخری قسط)	غلام الثقلین ایڈیٹر اخبار عصر جدید	39
قادیانیوں کی قانونی ودینی حیثیت (قسط:12)	جناب رفیق گوریجہ ملتان	43

متفرقات

سالانہ ختم نبوت کانفرنس ایبٹ آباد	جناب محمد ساجد اعوان	47
شاہین ختم نبوت کا دوروزہ دورہ منڈی بہاؤالدین، جہلم وگجرات	مولانا محمد مسعود خوشابی	49
مولانا مفتی محمد راشد مدنی کا تین روزہ دورہ ہزارہ، ایبٹ آباد	نورالحق بن عبدالکبیر	51
تبصرہ کتب	مولانا عتیق الرحمٰن سیف	52
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	54

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کلمۃ الیوم

سپریم کورٹ آف پاکستان میں قادیانی مقدمہ کی سماعت

(مقدمہ پر ایک طائرانہ نظر)

۱...... ۷ مارچ ۲۰۱۹ء کو چناب نگر میں قادیانی نظارت تعلیم کے زیر اہتمام قادیانی تعلیمی اداروں کی مشترکہ تقریب منعقد ہوئی، جس میں تقریباً ۳۰ لڑکوں اور ۳۲ لڑکیوں میں مرزا محمود کی تفسیر صغیر تقسیم کی گئی۔

۲...... ۶ دسمبر ۲۰۲۲ء کو تحریف شدہ تفسیر صغیر کی تقسیم پر تھانہ چناب نگر میں مندرجہ ذیل افراد کے خلاف ۲۹۵بی، ۲۹۵سی اور قرآن ایکٹ ۲۰۱۱ء کے تحت مقدمہ نمبر ۲۲/۶۶۱ پر ایف آئی آر درج کرائی گئی:

(لیکن ایک سال تک کسی ملزم کو گرفتار نہیں کیا گیا۔)

(۱)......خالد احمد (ناظر اعلیٰ انجمن احمدیہ)　　(۲)......ملک خالد مسعود (ناظر اشاعت)

(۳)......مرزا افضل احمد (ناظر تعلیم)　　(۴)......سلیم الدین (ناظر امور عامہ)

(۵)...... پرنسپل مدرسۃ الحفظ　　(۶)...... پرنسپل عائشہ اکیڈمی

(۷)...... پرنسپل مدرسہ للبنات　　ودیگر نامعلوم ملزمان۔

(مدرسۃ الحفظ کا پرنسپل مبارک ثانی قادیانی ہے، جس کو مذکورہ ایف آئی آر کی روشنی میں گرفتار کیا گیا۔ نیز وقوعہ اور ایف آئی آر میں وقفہ کا باعث یہ ہوا کہ اتنا عرصہ ایف آئی آر کے درج کرنے میں انتظامیہ ٹال مٹول کرتی رہی۔)

۳...... جنوری ۲۰۲۳ء میں مندرجہ بالا ملزمان میں سے مبارک احمد قادیانی پرنسپل مدرسہ الحفظ کو گرفتار کیا گیا۔ (ملزم مبارک احمد کی گرفتاری کے نتیجہ میں ۷ جنوری ۲۰۲۳ء کو قادیانی شرپسند عناصر نے تھانہ چناب نگر پر دھاوا بھی بولا۔)

۴...... کیس سیشن کورٹ میں گیا، ملزم مبارک احمد قادیانی پر فرد جرم عائد ہوئی، ایڈیشنل جج راجہ اجمل نے ستمبر ۲۰۲۳ء میں ضمانت خارج کی۔

۵...... ضمانت کا کیس ہائی کورٹ میں گیا، نومبر ۲۰۲۳ء میں جسٹس فاروق حیدر نے ضمانت خارج کردی۔

۶...... ضمانت کا کیس سپریم کورٹ میں گیا، قادیانیوں نے ضمانت کی درخواست دی تو ۶فروری ۲۰۲۴ء کو ملزم مبارک احمد قادیانی کو ضمانت پر بری کر دیا گیا۔

۷...... مجلس تحفظ ختم نبوت سمیت تمام مذہبی جماعتوں نے سپریم کورٹ کے متنازعہ فیصلے کو یکسر مسترد کیا۔

۸...... مجلس تحفظ ختم نبوت نے ملک بھر میں آل پارٹیز اجلاسات منعقد کیے۔ جس سے سوشل میڈیا پر ملک بھر سے سپریم کورٹ کے اس متنازعہ فیصلہ کے خلاف شدید احتجاج ہوا۔

9...... ۲۱فروری ۲۰۲۴ء کو لاہور میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام فیصلہ سے متعلق آل پارٹیز کنونشن ہوا۔

10...... ۲۲فروری ۲۰۲۴ء کو سپریم کورٹ نے اپنے لیٹر پیڈ پر فیصلہ کی وضاحت دی۔ سپریم کورٹ کے اصل فیصلہ اور وضاحت میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔

۱۱...... ۲۶فروری ۲۰۲۴ء کو سپریم کورٹ نے اس کیس پر پنجاب حکومت کی نظر ثانی کی درخواست منظور کی اور مزید نظر ثانی میں فریق بننے کی اجازت دی اور مندرجہ دس (۱۰) اداروں سے قرآن وسنت کی روشنی میں رائے طلب کی۔ وہ دس ادارے یہ ہیں: (۱) جامعہ دارالعلوم کراچی، (۲) جامعہ نعیمیہ کراچی، (۳) اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان، (۴) جامعہ سلفیہ فیصل آباد، (۵) جامعہ امدادیہ فیصل آباد، (۶) قرآن اکیڈمی از ڈاکٹر اسرار، (۷) جامعہ محمدیہ بھیرہ، (۸) جامعۃ المنتظر لاہور، (۹) عروۃ الوثقیٰ لاہور، (۱۰) المورد لاہور۔

۱۲...... ۲۸مارچ ۲۰۲۴ء کو نظر ثانی کیس کی تاریخ تھی جس میں عدالت نے کہا کہ دس اداروں کی آراء آچکی ہیں لیکن ابھی ہم نے پڑھی نہیں، تین ہفتوں بعد کیس کی دوبارہ سماعت کا اعلان ہوگا۔

۱۳...... تین ہفتوں بعد کیس کی سماعت کی تاریخ مقرر نہ ہونے پر تشویش لاحق ہوئی، تو تقریباً ایک ماہ بعد مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے ۲۵، اپریل ۲۰۲۴ء کو جناب چیف جسٹس آف پاکستان کے نام کھلا خط لکھا گیا۔

۱۴...... ۸مئی ۲۰۲۴ء کو مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مذہبی جماعتوں کا آل پارٹیز اجلاس لاہور دفتر میں منعقد کیا گیا، جس میں فیصلہ کیا گیا کہ اگر سپریم کورٹ کی طرف سے تاریخ نہ لگی تو اسلام آباد میں سربراہی آل پارٹیز اجلاس بلایا جائے گا۔

۱۵...... ۱۱مئی ۲۰۲۴ء کو ملی یکجہتی کونسل کا اسلام آباد میں اجلاس منعقد کیا گیا۔

۱۶...... ۲۷مئی ۲۰۲۴ء کو ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر صاحب کی صدارت میں ملی یکجہتی کونسل کے زیر اہتمام آل پارٹیز سربراہی اجلاس الفلاح ہال اسلام آباد میں منعقد ہوا۔ جس میں فیصلہ ہوا کہ سرکردہ شخصیات سماعت کے موقعہ پر سپریم کورٹ میں موجود ہوں۔

۱۷...... پہلے ۲۸مئی ۲۰۲۴ء کی تاریخ اور پھر ۲۹مئی کی تاریخ مقرر ہوئی۔

۱۸...... اتفاق کی بات ہے ۲۹ رمئی ۱۹۷۴ء کو دو ہزار قادیانی جنونی نوجوانوں نے قادیانی چیف گروہ مرزا طاہر احمد کی قیادت میں چناب نگر ریلوے اسٹیشن پر نشتر میڈیکل کالج ملتان کے مسلمان طلباء کو مارا پیٹا، زخمی کیا۔ان کی ہڈی پسلی، ہنسلی ایک کردی جس کے ردعمل میں تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء چلی اور قادیانی قومی اسمبلی سے متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔

۱۹...... ٹھیک پچاس سال بعد ۲۹ رمئی ۲۰۲۴ء کو سپریم کورٹ کے بینچ نمبر۱ میں قادیانی ملزم مبارک ثانی کی ضمانت کے فیصلہ پر نظر ثانی کے کیس کی سماعت ہوئی۔

۲۰...... سماعت تین رکنی سپریم کورٹ کے بینچ نے کی۔جس کے سربراہ چیف جسٹس آف پاکستان جناب عزت مآب قاضی فائز عیسیٰ تھے۔اراکین جناب جسٹس عرفان سعادت خان اور جناب جسٹس نعیم اختر افغان تھے۔

۲۱...... اس کیس کا کازلسٹ میں چھٹا نمبر تھا۔اپنے نمبر پر کیس کی سماعت کا آغاز ہوا۔

۲۲...... سپریم کورٹ کا عدالت نمبر۱ کا پورا ہال وکلاء، علماء اور مختلف مسالک کے قائدین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔بعض حضرات جگہ نہ ملنے کے باعث ہال میں کھڑے رہے۔ عدالتی کارروائی کے دوران پورا دن یہ کیفیت آخر تک برقرار رہی۔

۲۳...... ملی یکجہتی کونسل کے ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر، ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، مولانا سید حسین الدین شاہ مہتمم جامعہ نعیمیہ، مجلس ختم نبوت کے خادم فقیر راقم (اللہ وسایا)، سندھ اہل سنت کے نمائندہ ...... جناب مفتی محمد حنیف قریشی اسلام آباد، مولانا عزیز کوکب، کرسیوں کی پہلی رو میں تھے۔ مولانا مفتی عبدالسلام، مولانا محمد طیب فاروقی، مولانا مفتی عبدالرشید، مولانا قاضی ہارون الرشید، مولانا عبدالوحید قاسمی، جناب ڈاکٹر عمار خان ناصر، جمعیت اہل حدیث کے حافظ مقصود، قاری تنویر احمد احرار اور دیگر تمام مسالک کی جماعتوں کے رہنماؤں کی بھی بھرپور نمائندگی موجود تھی۔ مہمانوں اور نامی گرامی وکلاء سے کمرہ عدالت بھرا ہوا تھا۔مقدمہ کے مدعی جناب حسن معاویہ اپنے وکلاء کی ٹیم کے ہمراہ ...... جماعت اسلامی کے وکیل جناب شوکت عزیز صدیقی، جمعیت علماء اسلام کے وکیل جناب کامران مرتضیٰ سینئر وسینئر قانون دان، جناب چوہدری غلام مصطفیٰ ایڈووکیٹ، جناب فضل الرحمٰن خان ایڈووکیٹ، جناب سیف اللہ گوندل ایڈووکیٹ، جناب سعید بھٹہ ایڈووکیٹ، جناب طارق صاحب ایڈووکیٹ تلہ گنگ کے علاوہ درجنوں وکلاء موجود تھے۔ سپریم کورٹ میں داخلے کے لئے محدود پاس جاری کئے گئے۔ باقی بچ جانے والے پورا دن باہر رہے ان کا بھی خاصہ رش رہا۔

۲۴...... چھٹے نمبر پر کیس کی سماعت کے آغاز پر جناب چیف جسٹس صاحب نے فرمایا کہ سب سے پہلے جو اجتماعی پانچ اداروں کی رائے ہے اسے زیر سماعت لائیں گے۔ پھر دوسرے ادارے جن سے رائے مانگی گئی

ان کو سنیں گے۔ ترتیب لگانے کے لئے فائل عدالتی عملہ کے ذمہ لگادی گئی اور دوسرے کیسوں کی سماعت شروع کردی گئی۔ عدالتی وقفہ کے بعد پھر اس کیس کی باری آئی۔ مجموعی طور پر تسلسل کے ساتھ چار گھنٹے کے لگ بھگ اس کیس کی سماعت ہوئی۔

۲۵...... وفاق المدارس العربیہ کے سربراہ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم نے عدالتی حکم پر نظر ثانی کے کیس پر ایک جامع رائے کئی صفحات پر لکھی، دارالعلوم کراچی کے حضرت مولانا محمد تقی عثمانی، جامعہ نعیمیہ کراچی کے حضرت مولانا مفتی منیب الرحمٰن، جامعہ سلفیہ فیصل آباد کے حضرت مولانا محمد یٰسین، جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد، قرآن اکیڈمی (قائم کردہ ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم) ان پانچ اداروں نے متفقہ طور پر مولانا مفتی محمد تقی عثمانی کی رائے پر دستخط کردیئے تھے۔

اسلامی نظریاتی کونسل، عروۃ الوثقیٰ لاہور، جامعہ المنتظر لاہور، جامعہ محمدیہ بھیرہ نے اپنی اپنی آراء علیحدہ علیحدہ ارسال کیں۔

۲۶...... سپریم کورٹ نے جن دس اداروں سے اس کیس کی رائے طلب کی تھی۔ دس میں سے ۹ ادارے اس رائے پر متفق تھے کہ چیف جسٹس کا قادیانی مبارک ثانی کیس کی ضمانت کا فیصلہ درست نہیں، تصحیح طلب اور حک واضافہ کے قابل ہے، گورنمنٹ پنجاب کے ایڈووکیٹ جنرل، مدعی کے وکلاء اور دیگر تیس کے لگ بھگ ادارے یا شخصیات جو نظر ثانی میں فریق تھے۔ سب تحریری وتقریری طور پر متفق تھے کہ عدالتی فیصلہ درست نہیں۔ اس کے صحیح ہونے پر ایک بھی رائے نہ آئی۔

۲۷...... چنانچہ خود چیف جسٹس صاحب آف پاکستان نے سماعت کے دوران ابزرویشن دی کہ ’’اس فیصلہ میں سپریم کورٹ نے ممکن ہے کہ اختیارات کے حدود سے تجاوز کیا ہو۔‘‘

۲۸...... سپریم کورٹ نے جن دس اداروں سے رائے مانگی؟ ان اداروں نے فیصلہ کو غیر درست قرار دیا۔ ایک ادارہ جناب غامدی کا قائم کردہ المورد نے اقرار کیا کہ یہ ادارہ کوئی دارالافتاء نہیں۔ چند مختلف الخیال افراد اس میں شامل ہیں۔ البتہ انہوں نے اپنے جواب میں جناب مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اور جناب امین احسن اصلاحی کی تحریرات لگائیں۔ حالانکہ ان کا کیس سے قطعاً کوئی تعلق نہ تھا اور ان تحریرات کو لف کرنا بددیانتی اور دجل پر مبنی قرار دیئے بغیر چارہ نہیں۔ البتہ جناب غامدی صاحب اور ڈاکٹر عمار ناصر صاحب کے کتب ومضامین کے صفحات کے فوٹو ساتھ لگائے گئے۔ جناب غامدی صاحب کی انفرادی رائے جوامت کے متفقہ اور اجماعی مؤقف کے یکسر خلاف اور قادیانیت کی سہولت کاری پر مشتمل ہے۔ مثلاً غامدی صاحب قادیانیوں کو غیر مسلم نہیں کہتے۔ وہ قرارداد مقاصد کے آئین کا حصہ بننے کے خلاف ہیں۔ وہ پاکستان کے نام کے ساتھ ’’اسلامی

مملکت‘‘ کے الفاظ لکھنے کے خلاف ہیں کہ سٹیٹ کا مذہب سے تعلق نہیں۔ یہ چیزیں غامدی صاحب کی اپنی رائے ہیں جو دستوری وقانونی اور امت کے اجماعی مؤقف سے بظاہر متصادم ہیں۔ اس لئے ان سے رائے لینے پر کئی سوال اٹھتے ہیں کہ ملک کے آئین سے اتفاق نہ کرنے والوں سے رائے لینا: چہ معنی دارد!

۲۹...... دوران سماعت ڈاکٹر فرید پراچہ روسٹرم پر آئے اور بیان دیا: مولانا مودودی صاحب قادیانیوں کو غیر مسلم مانتے تھے، ان کی تحریرات کو ادارہ المورد کا اپنے مؤقف کے ساتھ شامل کرنا بددیانتی ودجل اور بانی جماعت کو بدنام کرنے کی گھناؤنی سازش ہے جس کی میں پرزور مذمت کرتا ہوں۔ اس سے المورد کا قادیانیوں کی سہولت کاری میں گھناؤنا عمل پارہ پارہ کر کے ڈاکٹر فرید پراچہ نے رکھ دیا۔

۳۰...... دوران سماعت جسٹس عرفان سعادت خان نے بلند آواز میں کلمہ توحید اور کلمہ شہادت پڑھ کر ریمارکس دیئے کہ بینچ میں شامل تمام ججز حضور نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت پر مکمل ایمان رکھتے ہیں۔ اس بات کی چیف جسٹس آف پاکستان اور جناب جسٹس سعادت خان نے تائید کی اور دہرایا بھی۔ اس وقت سپریم کورٹ کا ایوان ختم نبوت کے اقرار کی برکات کا محل نظر آتا تھا۔ یہ انہوں نے اپنے جذبہ ایمانی اور اسلامی حمیت سے فرمایا، کسی نے ان سے مطالبہ نہ کیا تھا۔ انگریزی اخبارات نے رپورٹنگ میں غلط بیانی سے کام لیا ہے۔

۳۱...... چیف جسٹس نے سورۃ احزاب کی آیت کا حوالہ دے کر ابزرویشن دی کہ بات ختم، اس آیت کا جو منکر ہے وہ مسلمان نہیں، نبی اکرم ﷺ کے خاتم النّبیین میں دو رائے نہیں ہوسکتی، نہ اس سے زیادہ بات ہوسکتی ہے اور نہ اس قرآنی آیت کی کوئی اور تشریح ہوسکتی ہے۔ جناب چیف جسٹس صاحب کی اس ابزرویشن پر پورے ایوان میں بشاشت پھیل گئی۔

۳۲...... ایک موقع پر ملزم مبارک احمد ثانی کے وکیل نے الزام لگایا کہ ایک خاص کمیونٹی کے خلاف کام کرنا اور مقدمے درج کرانا مدعی مقدمہ کا پیشہ ہے جس پر عدالت نے وکیل کو جواب دیا اور جسٹس عرفان سعادت خان نے ریمارکس دیئے کہ ہوسکتا ہے کہ وہ یہ کام تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے لئے کر رہا ہو۔ جسٹس عرفان سعادت خان کے ریمارکس پر کمرہ عدالت تالیوں سے گونج اٹھا۔

۳۳...... شمالی وزیرستان میں لڑکیوں کے سکول کو جلانے کا معاملہ بھی عدالت نے اٹھایا گیا اور کہا گیا کہ علماء کرام اس کی مذمت کیوں نہیں کرتے۔ روسٹرم پر موجود علماء کرام نے ایک آواز میں کہا کہ ایسا کرنا ظلم ہے اور ہم اس کی مذمت کرتے ہیں۔ اس میں کوئی دو رائے نہیں۔ اسے ہمارے سر نہ لگایا جائے۔ اس پر عدالت نے خوشی سے سکوت اختیار کر لیا۔

۳۴...... دوران سماعت جب زیر بحث کیس کے فیصلہ کو چیف جسٹس صاحب کا فیصلہ کہا گیا تو انہوں نے اپنی

طرف اس فیصلہ کے انتساب کی بجائے عدالت کا فیصلہ کہنے کا فرمایا۔ گویا وہ اس زیر بحث فیصلہ کی اپنی طرف نسبت کو اپنے لئے عار سمجھنے لگے۔

۳۵...... پنجاب حکومت کے وکیل نے عدالتی فیصلے کے پیراگراف نمبر ۸ تا ۱۰ پر نظر ثانی کی استدعا کی اور مؤقف اختیار کیا کہ تفسیر صغیر میں قرآن کریم کی تحریف کی گئی ہے، مذکور کتاب تحریف قرآن ہے۔

۳۶...... مدعی مقدمہ کے وکیل نے دلائل دیتے ہوئے مؤقف اپنایا کہ آئین کے آرٹیکل ۲۰ اور ۲۲ کا اطلاق، قادیانیت، جماعت احمدیہ اور لاہوری گروپ پر نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ اسلام کا لبادہ پہن کر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں اور قانون کے تحت ان پر علی الاعلان عوامی مقامات پر اپنے عقائد کی ترویج وتبلیغ کی پابندی ہے۔ قادیانی مبارک احمد کے قادیانی وکیل نے بتایا کہ جب ۲۰۱۹ء میں تفسیر صغیر کی تقسیم کا واقعہ پیش آیا اس وقت قانون کے تحت یہ جرم نہیں تھا، تفسیر صغیر پر پابندی ۲۰۲۱ء میں لگی۔ اس پر سرکاری وکیل نے کہا کہ ۲۰۱۱ء میں بھی قرآن مجید کی تحریف پر مبنی اشاعت جرم تھی۔ عدالت نے اس سے اتفاق کیا تو قادیانی وکیل کی کیفیت دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔

۳۷...... کیس کی سماعت شروع ہوئی تو چیف جسٹس نے فرمایا کہ جن پانچ اداروں نے مشترکہ جواب جمع کیا ہے۔ پہلے اسے اور اس کے بعد باقی مذہبی مکتبہ فکر کے اداروں کا جواب سنیں گے۔ مذکورہ اداروں کے مشترکہ جواب کو جامعہ نعیمیہ کے نمائندے مولانا پیر سید حسنین شاہ صاحب کے صاحبزادہ مولانا مفتی حبیب الحق نے پڑھ کر سنایا جس میں عدالتی فیصلے کے پیراگراف نمبر آٹھ سے دس تک پر نظر ثانی کی استدعا کی گئی تھی اور مؤقف اختیار کیا گیا تھا کہ عدالت نے اپنے فیصلے میں جن قرآنی آیات کا حوالہ دیا ہے اس کا اس مقدمے سے کوئی تعلق نہیں۔ مشترکہ جواب میں یہ بھی کہا گیا تھا کہ ملزم کا معاملہ ٹرائل کورٹ پر چھوڑ دیا جائے اور سپریم کورٹ کے کسی ابزرویشن سے متاثر ہوئے بغیر ٹرائل کورٹ کو قانون اور حقائق کے مطابق فیصلہ کرنے دیا جائے۔

۳۸...... جب متفقہ بیان پڑھا جارہا تھا کہ ''قرآنی آیت حذف کردی جائے'' تو چیف جسٹس نے کہا کہ: قرآنی آیت حذف کردی جائے؟ تو بیان پڑھنے والے نے کہا کہ ''اس فیصلہ میں غیر محل بے موقع جو آیت درج ہے وہ اس فیصلہ سے حذف کردی جائے''، تو معاملہ صاف ہوگیا۔

۳۹...... ہر شخص پر واضح ہوا کہ پانچ اداروں کی متفقہ رائے نے اس خدشہ کا راستہ بند کردیا ہے کہ مختلف اداروں کے اختلاف رائے سے غیر درست فیصلہ کے لئے کوئی راستہ نکالا جائے گا۔

۴۰...... اسلامی نظریاتی کونسل نے عدالت میں اپنی رائے پر مشتمل بیان جمع کرایا ہوا تھا۔ اس کو پڑھنے اور پیروی کے لئے مفتی انعام اللہ، مفتی غلام ماجد اور ڈاکٹر عمیر صدیقی صاحب روسٹرم پر آئے۔ مؤخرالذکراب

نظریاتی کونسل کے رکن نہیں۔ مگران کو متفقہ طور پر اسلامی نظریاتی کونسل کا بیان پڑھنے کے لئے کہا گیا۔

چیف جسٹس نے اعتراض کیا اور ابزرویشن دی کہ اسلامی نظریاتی کونسل قرآن وسنت کی روشنی میں معاملے پر بات کرے، قانونی پہلو دیکھنے کے لئے عدالت اور وکلاء موجود ہیں۔ چیف جسٹس نے کہا ہم ایک دوسرے کی حدود وقیود سے آگاہ ہیں، اسلامی نظریاتی کونسل کا کام شرعی پہلو کو دیکھنا ہے۔ جب کہ قانون کی تشریح عدالت کا کام ہے۔

۴۱...... نظریاتی کونسل کے نمائندہ نے اپنے بیان میں قانون کا حوالہ دیا تو چیف جسٹس صاحب نے کہا کہ پھر قانون کی بات کرتے ہو؟ اس پر پیچھے سے ایک وکیل نے کہا کہ کیا عدالت یا وکیل کے علاوہ کوئی قانون کا حوالہ بھی نہیں دے سکتا تو اس پر خاموشی ہوگئی۔ لیکن تھوڑی دیر بعد اسی نظریاتی کونسل کے نمائندہ سے عدالت نے آئین وقانون کی مختلف دفعات پڑھنے کا حکم دیا اور انہوں نے بڑے اعتماد سے پڑھیں اس پر پھر کسی نے پیچھے سے کہا کہ اب عدالت ووکیل کے علاوہ قانون سے استدلال کرنا اوروں کے لئے جائز ہوگیا ہے؟

۴۲...... اس کے بعد عدالت نے عروۃ الوثقیٰ کا مؤقف پڑھنے کے لئے کہا تو ان کا نمائند موجود نہ تھا۔ یہ بھی ہوا کہ عروۃ الوثقیٰ کا نام چیف جسٹس کی زبان پر نہ چڑھا، تو انہیں پوچھنا پڑا کہ کیا نام ہے؟۔ اس سے ثابت ہوا کہ وہ اس ادارہ کو ذاتی طور پر نہیں جانتے۔ مختلف اداروں کی فہرست جس ذات شریف نے...... چیف جسٹس کو مہیا کی اسی نے المورد کو ذاتی پسند کی بنا پر شامل کر کے اختلاف رائے سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی اور وہ مبیّنہ عدالت کے مشیر ڈاکٹر مشتاق صاحب ہیں۔ ان کا یہ عمل عدالت عظمیٰ کے چیف جسٹس صاحب کی توجہ کا متقاضی ہے کہ وہ عدالت کی خدمت کررہے ہیں یا؟

۴۳...... عروۃ الوثقیٰ کا نمائندہ موجود نہ ہونے پر ڈاکٹر عمیر صدیقی صاحب نے پیشکش کی کہ عدالت عظمیٰ اگر اجازت دے تو ان کا بیان میں پڑھ دیتا ہوں۔ جس پر بڑی بشاشت سے چیف جسٹس صاحب نے اجازت دی اور ڈاکٹر عمیر صدیقی نے عروۃ الوثقیٰ والوں کے بیان کے بعض حصے پڑھ کر سنائے۔

۴۴...... اسلامی نظریاتی کونسل کے نمائندے نے کہا کہ آئین کے آرٹیکل ۱۹، ۲۰ اور ۲۲ کا اطلاق قادیانیت پر نہیں ہوتا، یہ مذہب نہیں، جھوٹا لبادہ ہے، عدالت فیصلے میں موجود جملے حذف کرے۔

۴۵...... عروۃ الوثقیٰ کے بعد جامعہ محمدیہ بھیرہ کا عدالت عظمیٰ کے زیر سماعت کیس میں جمع شدہ بیان پڑھنے کے لئے مولانا مفتی محمد شیر خان تشریف لائے۔ وقت کم تھا انہوں نے تجویز دی کہ تحریری بیان ہمارے ادارہ کا جمع ہے۔ میں چند باتیں اس کے علاوہ کہتا ہوں۔ مفتی شیر محمد نے عدالت کو بتایا کہ:

(۱)عوامی مقامات پر قادیانیوں کو تبلیغ وترویج کی اجازت نہیں، ایسا کرنا قانوناً جرم ہے، مذہب کی تبلیغ وترویج کے بارے عدالتی فیصلہ واپس لینے پر سب مکتبہ فکر کے ادارے اور علماء متفق ہیں۔

(۲)قادیانی پرائیویٹ طور پر اپنی چاردیواری یا عبادت گاہ یا گھر میں بھی اسلامی اصطلاحات یا اسلامی اعمال استعمال نہیں کر سکتے۔ جس سے ان کا مسلمان ہونا سمجھا جائے۔ یہ آئین کے خلاف ہوگا وہ گھر پر اپنے کفر کو اسلام کے نام پر پیش کریں۔ جب پتہ چلے تو قانون ان کے خلاف قانون وخلاف اسلام راستہ کو روکے۔

۱: مسجد ضرار منافقین کی پرائیویٹ جگہ اور پراپرٹی تھی۔ علیحدہ چاردیواری تھی وہ اپنے کفر ونفاق کو اسلام کے نام پر وہاں علیحدہ چاردیواری میں استعمال کرتے تھے۔ مگر قرآن مجید نے ان کی اس ساری جدوجہد کو بیخ وبن سے محو کر دیا۔

۲: مسیلمہ کذاب کا گروہ اپنے حلقہ میں پرائیویٹ طور پر اپنے ہاں اذان، نماز، ذبیحہ، کلمہ، قرآن کا استعمال کرتا تھا۔ مگر سیدنا صدیق اکبرؓ نے ان کی سازشوں کا قلع قمع کیا۔

(۳: کیا کوئی پرائیویٹ طور پر خفیہ اپنا رزق کمانے کے نام پر ہیروئن رکھ سکتا ہے؟ ۴: کیا کوئی پرائیویٹ خفیہ اپنے گھر میں بدکاری کا اڈہ چلا سکتا ہے؟ ۵: کیا کوئی خفیہ اپنے گھر میں خلاف قانون اسلحہ اسٹور کر سکتا ہے؟ نہیں! تو پھر خلاف قانون اسلامی اصطلاحات واسلامی شعائر اپنے گھر میں بھی قادیانی استعمال نہیں کر سکتے۔ جیسے قربانی وغیرہ۔)

۴۶...... ڈاکٹر عمار خان ناصر اپنا مؤقف پیش کرنے کے لئے روسٹرم پر آئے تو وکلاء وعلماء نے ان پر اعتراض کیا۔ ان کے پاس ادارہ کا اتھارٹی لیٹر نہیں کمرہ عدالت میں موجود وکلاء وعلماء کے اعتراض کرنے کی وجہ سے عدالت نے ڈاکٹر عمار خان ناصر کو شرف سماعت فراہم نہیں کیا۔

۴۷...... پنجاب حکومت کے وکیل نے بتایا کہ تفسیر صغیر پر تعزیرات پاکستان کے دفعہ ۲۹۵ بی کا اطلاق ہوتا ہے۔ عدالت کے استفسار پر انہوں نے بتایا کہ ملزم مبارک احمد ثانی کا نام ابتدائی ایف آئی آر میں نہیں تھا۔ بعد میں سپلمنٹری بیان کے ذریعے شامل کیا گیا۔ ان کا کہنا تھا کہ ملزم نے الزامات کو رد نہیں کیا، خود کو مسلمان ظاہر کر کے قرآن کی تحریف پر مشتمل کتاب کی تقسیم پر تعزیرات پاکستان کے دفعہ ۲۹۵ سی کا اطلاق ہوتا ہے۔

۴۸...... اسی موقع پر مدعی مقدمہ حسن معاویہ روسٹرم پر آئے اور کہا کہ ابتدائی ایف آئی آر میں اسکول کے پرنسپل کو نامزد کیا گیا تھا (وہ یہی مبارک ثانی ہے)۔ پنجاب حکومت کے وکیل نے کہا کہ ملزم نے اعتراف جرم کیا ہے جس پر چیف جسٹس نے پنجاب حکومت کے وکیل سے مکالمہ کرتے ہوئے کہا کیا آپ اعتراف جرم پر جا رہے ہیں، پھر ہم تمام فوجداری قوانین رد کر دیں۔ (سماعت مکمل ہونے پر فیصلہ محفوظ کر لیا گیا۔)

حمد باری تعالیٰ

جناب پیر نصیرالدین نصیرؒ

کس سے مانگیں کہاں جائیں کس سے کہیں
اور دنیا میں حاجت روا کون ہے

سب کا داتا ہے تو سب کو دیتا ہے تو
تیرے بندوں کا تیرے سوا کون ہے

کون مقبول ہے کون مردود ہے
بے خبر! کیا خبر تجھ کو کیا کون ہے

جب تلیں گے عمل سب کے میزان پر
تب کھلے گا کہ کھوٹا کھرا کون ہے

کون سنتا ہے فریاد مظلوم کی
کس کے ہاتھوں میں کنجی ہے مقسوم کی

رزق پر کس کس کے پلتے ہیں شاہ و گدا
مسند آرائے بزم عطا کون ہے

اولیاء تیرے محتاج اے رب کل
تیرے بندے ہیں سب انبیاء و رسل

ان کی عزت کا باعث ہے نسبت تری
ان کی پہچان تیرے سوا کون ہے

مرا مالک مری سن رہا ہے صدا
جانتا ہے وہ خاموشیوں کی زباں

اب مری راہ میں کوئی حائل نہ ہو
نامہ بر کیا بلائے صبا کون ہے

انبیاء اولیاء اہل بیت نبی
تابعین و صحابہ پہ جب آ بنی

گر کے سجدے میں سب نے یہی عرض کی
تو نہیں ہے تو مشکل کشا کون ہے

اہل فکر و نظر جانتے ہیں تجھے
کچھ نہ ہونے پہ بھی مانتے ہیں تجھے

اے نصیر! اس کو تو فضل باری سمجھ
ورنہ تری طرف دکھتا کون ہے

مناقب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

مولانا عبدالصمد محراب پوری

نسب نامہ: آپؓ کے نسب نامے کی تفصیل اس طرح ہے۔ حسین بن علی بن ابوطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف القرشی الہاشمی۔ آپ کی کنیت: ابوعبداللہ ہے۔ آپ درج ذیل القاب حسنہ کے ساتھ متصف تھے۔(۱) ریحانۃ الرسول (رسول ﷺ کا پھول) (۲) تشبیہ الرسول (نبی ﷺ کے مشابہ) (۳) سبط الرسول (رسول کا بیٹا)۔ ۱۴۰۰ سال سے آپ شہید کربلا اور مظلوم کربلا کے نام کے ساتھ عوام اور خواص میں بے حد مقبول اور معروف ہیں۔

اکثر حضرات کے نزدیک آپ کی ولادت ۴ر شعبان ۴ھ میں ہوئی۔ جب آپ پیدا ہوئے حضور ﷺ نے آپ کو شہد چٹایا اوران کی دہن مبارک کو اپنی زبان بابرکت سے تر کیا۔ حضور ﷺ نے کان میں آذان دی اور ساتویں دن آپ کا عقیقہ کیا گیا۔ (فتح الباری ج ۷ص ۹۵، اسدالغابہ ج ۲ص ۲۱، البدایہ والنہایہ ج ۸ص ۲۱۷)

سیدنا امام حسینؓ پیدا ہوئے تو سر کے بال کاٹ کر بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کی گئی۔ وفات نبوی ﷺ کے وقت (جو ۱۲ر ربیع الاوّل ۱۱ھ میں ہوئی) حضرت حسینؓ کی عمر ساڑھے چھ سال کی تھی۔ امام حسینؓ ان پانچ میں سے ایک ہیں جن پر حضور ﷺ نے چادر ڈال کر اہل بیتؓ میں شامل فرمایا۔

سیدنا امام حسینؓ، حضور ﷺ کی وفات تک آپ ﷺ کی صحبت میں رہے اور آپ ﷺ ان سے راضی رہے۔ آپ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اپنے اپنے دور میں بے انتہا تکریم وتعظیم کرتے رہے اور یہ تینوں حضرات امام حسینؓ سے راضی رہے۔ اسی طرح امام حسینؓ اپنے والد محترم سیدنا حضرت علیؓ کی صحبت میں رہ کر فیض یاب ہوے اور آپ سے روایات نقل کی ہیں۔ جنگ جمل اور صفین اور باقی تمام غزوات میں حضرت علیؓ کے شریک اور رفیق رہے اور حضرت علیؓ کی شہادت تک آپ نے والد محترم کی مسلسل اطاعت اور فرمانبرداری میں زندگی گزاری۔

اور حضرت علیؓ بھی امام حسینؓ کی انتہائی تعظیم اور توقیر کیا کرتے تھے۔ (البدایہ والنہایہ ج ۸ص ۲۱۸)

نیز امام حسینؓ ولادت سے خلافت سیدنا علیؓ تک مدینہ طیبہ میں ہی مقیم رہے۔ پھر حضرت علیؓ کے ساتھ کوفہ کی طرف ہجرت کر کے آ گئے۔ حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد دوبارہ مدینہ طیبہ واپس آ کر قیام پذیر ہوئے ۶۰ھ تک۔ نیز قتل خوارج میں بھی آپ حضرت علیؓ کے ساتھ دست وبازو بنے رہے۔ (الاصابہ ج ۱ص ۳۷۹)

آپ سے اصحاب سنن نے روایات نقل کی ہیں۔ ابن ماجہؒ اور ابو یعلیٰؒ نے بھی آپ سے درج ذیل روایات نقل کی ہیں ’’سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ما من مسلم یصیبہ مصیبة وان قدم احدها فیحدث لها استرجاعاً الا اعطاہ اللہ ثواب ذالک‘‘ (الاصابہ ج۱ص۳۷۹)

یعنی جب کسی مسلمان کو پرانی کوئی مصیبت یاد آئے پھر وہ اناللہ کہے تو اس کو اتنا ہی ثواب ملے گا جس طرح شروع میں مصیبت آنے پر اناللہ کہا تھا۔

امام حسینؓ کا حسن و جمال

امام حسینؓ رنگ اور قامت وتخلیق اعضاء میں سینے سے لے کر پاؤں تک حضور ﷺ کے مشابہ تھے۔ (دونوں بازوں، ہاتھ، سینہ، پیٹ، ٹانگیں، گھٹنے، پنڈلیاں، پاؤں، پاؤں کی انگلیاں، رنگ، قدوقامت، اعضاء کی بناوٹ میں بالکل حضور ﷺ کے مشابہ تھے)

’’عن علی من سرّہ ان ینظر الیٰ اشبہ الناس برسول اللہ ﷺ ما بین عنقه الی کعبیه خلقاً ولعفاً فلینظر الی الحسین بن علی‘‘ (المعجم الکبیر للطبرانی ج۲ص۳۸۹)

’’عن علی قال الحسن اشبہ برسول اللہ ﷺ ما بین الصدر الی الرأس، والحسین اشبہ برسول اللہ ﷺ ما کان اسفل من ذالک‘‘ (ترمذی ج۲ص۲۱۲، مسند احمد ج۱ص۴۴۵)

نیز (ترمذی ج۴ص۲۱۸) میں روایت ہے کہ جب حضرت حسینؓ کا سر مبارک ابن زیاد کے پاس لایا گیا۔ ابن زیاد کے ہاتھ میں درخت کی ایک شاخ تھی (وہ بدبخت) ان کی ناک پر لگانے لگا اور بولا میں نے آج تک ایسا حسین وجمیل نہیں دیکھا۔ حضرت انسؓ نے فرمایا: یہ (امام حسینؓ) حضور ﷺ کے سب سے زیادہ جسم میں ہم شکل تھے۔ گویا اللہ رب العالمین نے حضور ﷺ کے جسم اطہر کے ظاہری حسن وجمال کو ان شہزادوں (حضرت حسن وحسینؓ) میں تقسیم کردیا تھا۔ امام حسینؓ کا سر، چہرہ، ناک، بال، گردن، کان، دانت، ہونٹ، رخسار بالکل حضور ﷺ کے سر اور چہرے کے مشابہ تھے۔ امام حسن کا گردن سے نیچے والا پورا جسم مبارک حضور ﷺ کے جسم مبارک کے مشابہ تھا۔ اقتسماہ عن علیّ! (المعجم الکبیر الطبرانی ج۲ص۳۸۹)

امام حسینؓ کی تعلیم وتربیت وپرورش کی تین عظیم درسگاہیں

امام عالی مقام نے درجہ ذیل تین عظیم دینی درسگاہوں میں تعلیم وتربیت وپرورش حاصل کی:

(۱) ماں (حضرت فاطمة الزہراءؓ خاتون جنت) کی گود وسایہ میں۔ (۲) باپ (شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ) کی گود ونگرانی میں۔ (۳) نان (امام وخاتم الانبیاء ﷺ) کی گود وسرپرستی میں۔

ہر گود وتربیت گاہ اپنے اپنے مقام پر بہترین وبے مثال ہے۔ سیدنا امام حسینؓ کی پرورش مدینہ طیبہ

کے پاکیزہ ترین معاشرے میں ہوئی۔ جہاں آپ کو رسول اللہ ﷺ کی تربیت اور ان کی شفقت ومحبت میں سے وافر حصہ ملا اور وہاں ان مقدس ہستیوں کی صحبت بھی نصیب ہوئی جو انبیاء کرام □ کے بعد کائنات کے افضل ترین انسان تھے۔

چنانچہ آپ ایمان وتقویٰ اور قرآن وسنت کے روحانی ماحول میں پروان چڑھے اور مسجد نبوی میں تعلیم وتربیت کے قائم ہونے والے ماحول کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا اور اس سے فیض یاب ہوئے۔ اس کے ساتھ ساتھ گھر کی زندگی میں نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی، خاتون جنت، خواتین جنت کی سردار حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی تربیت بھری گود اور حضور اکرم ﷺ کے جلیل القدر صحابی امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ کا سایہ عاطفت نصیب ہوا۔

جو آدمی ایسی تربیت گاہوں میں تربیت حاصل کرے وہ یقیناً یقیناً نہ نفس پرست ہوسکتا ہے، نہ دنیا پرست ہوسکتا ہے اور نہ ہی اقتدار پرست۔ ایسے دل میں غیر خدا کا خوف ہوتا ہی نہیں اور نہ غیر خدا کی آرزو۔ اس طرح آپ چشم نبوت سے خوب سیراب ہوئے۔ بالآخر ترتیب وسعادت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوکر نوجوانان جنت کے سردار ٹھہرے۔ (گلدستہ اہل بیت ص ۳۳۵، مواعظ حمیدیہ ج۱ ص ۲۹۵)

سیدنا امام حسینؓ کی عبادات سے گہری وابستگی

جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا کہ آپ کی تربیت تین عظیم شخصیات نے کی اس تربیت کا اثر تاحیات آپ پر دین کے ہر معاملے میں نمایاں تھا۔ چاہے اس کا تعلق اخلاقیات سے ہو یا معاشرت سے ہو یا معاملات سے ہو یا سیاسیات سے ہو یا عبادات سے ہو۔

عبادات کے حوالے سے یہاں چند باتیں ذکر کی جاتی ہیں۔ چنانچہ صاحب (اسد الغابہ ج۲ ص۲۳) میں لکھتے ہیں کہ امام حسینؓ کثیر الصوم (بہت زیادہ روزے رکھنے والے) کثیر الصلوٰۃ (بہت زیادہ نمازیں پڑھنے والے) کثیر الصدقہ (بہت زیادہ صدقہ دینے والے) کثیر الحج (بہت زیادہ حج کرنے والے) کثیر افعال الخیر (خیر کے کاموں میں بہت زیادہ حصہ لینے والے) تھے۔

حضرت مصعبؒ فرماتے ہیں: امام حسینؓ نے ۲۵ حج پیدل کیئے (الاصابہ ج۱ ص، اسد الغابہ ج۲ ص۲۳، البدایہ والنہایہ ج۸ ص۲۹۲) ''حجّ الحسين خمساً وعشرين ماشياً حجة''

نماز کے ساتھ جو آپ کا تعلق تھا وہ بھی واجب التقلید ہے۔ جس کا اندازہ کربلا میں واقعہ کربلا کے دوران نمازوں سے لگایا جاسکتا ہے۔ جب محرم کی دسویں رات کو حضرت عباس عمر بن سعد سے مذاکرات سے

کوئی نتیجہ نہ نکلا تو امام حسینؓ نے حضرت عباس کو کہا کہ واپس جاؤ اور ان کو آج کی رات کے لئے جا کر روکو۔ ہم آج کی رات نماز پڑھیں گے، دعا کریں گے اور استغفار کریں گے اور اللہ پاک کو علم ہے کہ مجھے نماز سے، تلاوت قرآن سے استغفار اور دعا سے بہت زیادہ محبت ہے۔ ’’فان الحسین لما رجع العباس قال له ارجع فارددهم هٰذه العشية لعلنا نصلی لربنا هذه الليلة وندعوه نستغفره فقد علم اللّٰہ منی احب الصلاة له وتلاوة كتابه والاستغفار والدعاء‘‘ (البدایہ والنہایہ ج۸ص۲۵۱)

چنانچہ امام حسینؓ نے اور آپ کے ساتھیوں نے پوری رات نماز استغفار دعا آہ وزاری میں گزاری، دشمن کے گھوڑے اور دشمن آپ کے چاروں طرف سے گشت کرتے رہے۔ ’’وبات الحسين واصحابه طول ليلهم يصلون ويستغفرون ويدعون ويتضرّعون وخيل صرس عدوّهم تدور من ورائهم‘‘ (البدایۃ والنہایہ ج۸ص۲۵۲)

چنانچہ صبح کی نماز امام حسینؓ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ پڑھی جس میں ۳۲ سوار تھے اور چالیس پیدل تھے۔ عمر بن سعد نے بھی صبح کی نماز پڑھی۔ جس کے بعد لڑائی کے لئے صف بندی ہوئی۔ ظہر تک باہم لڑائی ہوتی رہی۔ جب ظہر کا وقت آیا۔ امام حسینؓ نے اعلان کرایا کہ نماز ظہر کا وقت ہو گیا ہے قتال روک دیا جائے۔ چنانچہ امام حسینؓ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ظہر کی صلوٰۃ الخوف کے طریقے سے نماز پڑھی۔ ’’دخل عليه وقت الظهر مرواهم فليكفوا عن القتال حتى اصلی. ثم صلى الحسين باصحابه الظهر صلوٰة الخوف ثم اقتتلوا بعدها قتالا شديدا‘‘ (البدایۃ والنہاج ۸ص۲۶۰)

امام حسینؓ کے اس عمل سے مشکل ترین وقت میں بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان کو نماز کے ساتھ کتنی محبت تھی؟ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نماز سے ایسی محبت عطا فرمائے۔

ختم نبوت کانفرنس شورکوٹ سٹی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مورخہ ۱۶؍مئی ۲۰۲۴ء کو بعد نماز عشاء جامع مسجد حیدر کرار محلّہ قریشیاں میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی مکمل نگرانی جامعہ عثمانیہ شورکوٹ کے مہتمم مولانا محمد زاہد انور نے فرمائی۔ جبکہ کانفرنس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عبدالحکیم نعمانی، مفتی محمد طلحہ زبیر، مولانا عبدالخالق رحمانی سمیت متعدد حضرات نے خطاب فرمایا۔ مقررین نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو آئین اور قانون کا پابند بنایا جائے اور امتناع قادیانیت آرڈیننس کی روشنی میں انہیں مسلمانوں کی علامات وشناخت سے روکا جائے۔

ماہ محرم الحرام کی عظمت

مولانا محمد وسیم اسلم

اسلامی نئے سال کا آغاز ماہ محرام الحرام سے ہوتا ہے، اس مہینے کی تعظیم وتکریم کا تعلق اسلام سے ہی نہیں، بلکہ ابتدائے آفرینش سے ہے۔اسی لئے ماہ محرم اپنے امتیاز واوصاف میں کبھی بھی کسی زمان ومکان کا پابند نہیں رہا، ماہ محرم کی شان ازلی وابدی ہے۔ ہاں! البتہ تاریخ اسلامی کے بے شمار، اہم اور دل دہلا نے والے واقعات نے ماہ محرم الحرم کی عظمت، شان وجلالت مکان کو مزید چار چاند ضرور لگائے ہیں۔

اس ماہ محرم کے ایام میں عاشورہ یعنی دسویں تاریخ کے دن کو خصوصی عظمت حاصل ہے، اوراس کی بنیاد میں کئی عظیم الشان واقعات موجود ہیں، جنہیں زمین وآسمان کے بنانے سے لے کر قیامت کے وقوع کے دن تک بیان کیا جاتا ہے، تاریخ انسانی کے کئی بڑے اہم واقعات کواس دن کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔تاریخ انسانی کا مطالعہ کرتے ہوئے یہ بات روز روشن کی طرح سامنے آتی ہے کہ اسلام سے قبل اس مہینے کے اندر بہت سارے اہم واقعات پیش آتے رہے ہیں۔تاریخ کی کتابوں میں پائے جانے والے جن واقعات کو محفوظ کیا گیا ہے، ان میں سے چند واقعات مختصراً درج ذیل ہیں:

اسی مہینے میں اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان، پہاڑ وسمندر، لوح وقلم اور انسان وملائک کو پیدا کیا۔

اسی مہینے میں حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی اوران کی توبہ قبول ہوئی۔

اسی مہینے میں حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی طوفان نوح کے بعد جودی نامی پہاڑ پر آکر ٹھہری۔

اسی مہینے میں حضرت یوسف علیہ السلام کو قید سے نجات حاصل ہوئی۔

اسی مہینے میں حضرت ایوب علیہ السلام کو طویل بیماری کے بعد شفا نصیب ہوئی۔

اسی مہینے میں حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے نجات ملی۔

اسی مہینے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون اور آل فرعون سے نجات ملی۔

اسی مہینے میں اللہ تعالیٰ نے فرعون سمیت اس کی فوجوں کو بحیرہ قلزم میں غرق کردیا۔

اسی مہینے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اُٹھالیا۔

اسی مہینے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے اوراسی ماہ میں آپ کے لئے آتش نمرود کو گلزار بنایا گیا۔

اسی مہینے میں حضرت سیدنا ادریس علیہ السلام مکان علیا میں پہنچے۔

اسی مہینے میں حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔

اسی مہینے میں حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کو سلطنت ودیعت ہوئی۔

اسی مہینے میں بروز جمعہ قیامت کے برپا ہونے کا تذکرہ کتب اسلامیہ میں موجود ہے۔

تاریخی کتابوں سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ یہ تمام واقعات محرم الحرام کی دسویں تاریخ جسے عاشورۂ محرم کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، کو پیش آئے تھے۔ مندرجہ بالا تمام واقعات کا تعلق قبل زمانۂ اسلام سے ہے۔ بعد از اسلام بھی بعض اہم واقعات محرم الحرام کے مہینے میں پیش آئے، جن میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں:

اسی مہینے کے بارے سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اہل مکہ، خانۂ کعبہ پر غلاف چڑھایا کرتے تھے۔

اسی مہینے میں خلیفہ دوم، مرادِ رسول ﷺ، سیدنا عمر فاروقؓ نے جام شہادت نوش فرمایا، جب کہ آپ پر قاتلانہ حملہ ۲۸ ذی الحجہ کو ہوا۔

اسی ماہ میں نواسۂ رسول ﷺ، جگر گوشۂ بتولؓ، مظلوم کائنات، سیدنا حضرت امام حسینؓ شہادت کے مرتبے پر فائز ہوئے۔

یوں محرم کے پورے مہینے کو خصوصی عظمت حاصل ہے۔

دین اسلام میں جن چار وجوہ سے اس ماہ کو مزید تقدس حاصل ہوا، وہ درج ذیل ہیں:

۱...... پہلی وجہ یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: ''ماہ رمضان کے بعد اگر تم کو روزہ رکھنا ہے تو ماہِ محرم میں رکھو، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت کا مہینہ ہے، اس میں ایک ایسا دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کی توبہ قبول فرمائی اور آئندہ بھی ایک قوم کی توبہ اس دن قبول فرمائے گا۔'' (ترمذی ج۱ ص۱۵۷)

اسی طرح حضرت سیدنا ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ: ''جو شخص محرم کے ایک دن میں روزہ رکھے اور اس کو ہر دن کے روزہ کے بدلہ تیس دن روزہ رکھنے کا ثواب ملے گا۔'' (الترغیب والترہیب ج۲ ص۱۱۴)

۲...... دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ مہینہ شہرُ اللّٰہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی خاص رحمتوں کا مہینہ ہے تو اس ماہ کی اضافت اللہ کی طرف کرنے سے اس کی خصوصی عظمت وفضیلت ثابت ہوتی ہے۔

۳...... تیسری وجہ یہ ہے کہ یہ مہینہ قرآن کریم کے ارشاد مبارک منھا اربعة حرم کی رو سے اشہر حرم یعنی ان چار حرمت والے مہینوں میں سے ہے کہ جن کو دوسرے مہینوں پر ایک خاص مقام حاصل ہے، وہ چار مہینے یہ ہیں: (۱) ذی قعدہ، (۲) ذی الحجہ، (۳) محرم الحرام، (۴) رجب المرجب!

۴...... چوتھی وجہ یہ ہے کہ اسلامی سال کی ابتداء اسی مہینے سے ہوتی ہے۔

چنانچہ امام غزالیؒ لکھتے ہیں کہ: ''ماہِ محرم میں روزوں کی فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ اس مہینے سے سال کا آغاز ہوتا ہے، اس لئے اسے نیکیوں سے معمور کرنا چاہیے، اور اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کی اُمید رکھنی چاہیے کہ وہ ان روزوں کی برکت پورا سال ہمیں عطا فرمائے گا۔'' (احیاء العلوم ج۱ ص۶۰)

نبوی لیل ونہار ...... سفر میں حدی پڑھنا

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

۲...... رحمت عالم ﷺ کا ایک غلام انجشہ تھا اس کی آواز اچھی تھی اور وہ عورتوں کی سواریوں کو ہانک رہا تھا اور رجز پڑھ رہا تھا۔ یعنی (گیت گا رہا تھا) سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا: اے انجشہ! اللہ پاک تم پر رحم کرے سواریوں کو آہستہ چلاؤ اور شیشہ کو نہ توڑو (یعنی عورتیں کمزور ہوتی ہیں اور جلدی متاثر ہو جاتی ہیں، لہٰذا نرمی کرو۔)

۳...... حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میری والدہ نے کہا کہ میں ایک سفر میں نبی کریم ﷺ ازواج مطہرات کے ساتھ تھی اور ایک ہانکنے والا ہماری سواریوں کو ہانک رہا تھا تو فرمایا اے انجشہ شیشہ کی سواریوں کو آہستہ ہانکو۔

۴...... حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں، جس رات رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز کے لئے (بیدار نہ ہو سکے) یہاں تک سورج طلوع ہو گیا، اس رات ہمارے ساتھ دو حدی خواں تھے۔

۵...... حضرت عبداللہ ابن رواحہؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا اے ابن رواحہ اترو اور سواریوں کو چلاؤ، میں نے کہا کہ اللہ کے رسول میں حدی چھوڑ دی ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ سنو اور اطاعت کرو تو حضرت ابن رواحہ نے سواری سے چھلانگ لگا دی اور کہا:

اللھم لولا انت ما اھتدینا　　ما تصدقنا وما صلینا

اے اللہ اگر تیرا کرم نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے اور نہ ہم صدقہ کرتے اور نہ نماز پڑھتے۔

فانزلن سکینة علینا　　وثبت الاقدام ان لاقینا

ہمارے اوپر سکون نازل فرما اور اگر ہمارا دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو ہمیں ثابت قدم رکھ۔

وان ارادو فتنةً ابینا:　　اور انہوں نے فتنہ کا ارادہ کیا تو ہم نے انکار کر دیا۔

حضرت براء ابن عازبؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ خندق کی مٹی اٹھا رہے تھے، مٹی نے آپ کے سینہ کے بالوں کو ڈھانپ لیا تھا اور آپ حضرت عبداللہ ابن رواحہؓ کے ساتھ بلند آواز میں پڑھ رہے تھے:

اللھم لولا انت ما اھتدینا　　ولا تصدقنا ولا صلینا

فانزلن سکینةً علینا　　وثبت الاقدام ان لاقینا

ان الاولی بغو علینا　　وان ارادو فتنة ابینا

دو شعروں کا ترجمہ پہلے آ چکا ہے آخری شعر کا ترجمہ یہ ہے:

بے شک انہوں نے ہم پر زیادتی کی، اگر انہوں نے فتنہ کا ارادہ کیا تو ہم نے انکار کر دیا۔

علمائے حق کی بے نیازی

ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ

علمائے حق اور صلحائے امت، امراء وسلاطین سے گو وہ مسلمان ہی ہوں ربط وضبط رکھنے اور ان سے مراسم قائم کرنے سے ہمیشہ دامن کش رہے۔ اگر خاصان بارگاہ میں سے کبھی کوئی بزرگ ہستی کسی حکمران کے در دولت پر گئی تو یا تو امر معروف ونہی عن المنکر کے قصد سے گئی یا کسی مسلمان کی سفارش اور حاجت روائی کی غرض سے۔ ورنہ وہ ارباب حکومت اور اصحاب تموّل سے ہمیشہ دور بھاگتے رہے۔

دنیا میں بہت کم انسان ایسے پائے جائیں گے جو کسی حاکم کے پاس جاکر خوشامد اور چاپلوسی سے اپنا دامن بچائیں اور سلطان وقت کی عظمت وجبروت سے بالکل خالی الذہن ہوکر کلمہ حق زبان پر لاسکیں۔ اسی بنا پر حضور تاجدار رسالت ﷺ نے فرمایا ''افضل الجهاد كلمة صدق عند سلطان جائر ''(رواہ مسلم) ظالم بادشاہ کے سامنے کلمہ حق زبان پر لانا افضل قسم کا جہاد ہے۔

چونکہ عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ لوگ امراء وحکام کے سامنے سچی بات کہنے کی بجائے ان کی خوشامد کا شیوہ اختیار کرکے اخلاقی زوال کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اس بناء پر حضرت عبداللہ ابن مسعود صحابیؓ فرمایا کرتے تھے کہ جب کوئی شخص کسی بادشاہ کے پاس جاتا ہے تو ایمان ساتھ لے جاتا ہے۔ لیکن جب واپس آتا ہے تو ایمان (کامل) سے عاری ہوتا ہے۔ (طبقات الکبریٰ مرتبہ شیخ عبدالوہاب شعرانیؒ مطبوعہ مصر ج۱ ص۲۰)

ایک مرتبہ لوگوں نے مشہور تابعی علقمہؒ سے کہا کہ آپ حکمران طبقہ کے پاس جایا کیجئے کہ وہ آپ کی حقیقت سے آگاہ ہوں اور آپ کی قدرومنزلت پہچانیں۔ فرمایا ''میں ان کی جتنی برائیاں دور کروں گا وہ اسی قدر میری بھلائیاں کم کردیں گے۔''

حضرت علقمہؒ نہ صرف خود امراء سے ملاقات کرنے سے احتراز کرتے تھے بلکہ حتی الامکان دوسروں کو بھی اس کی ممانعت فرماتے تھے۔ جب کوفہ اور بصرہ دونوں علاقوں کی ولایت عبداللہ ابن زیاد کے سپرد ہوئی تو اس نے ابووائل سے کہا کہ جب میں حاکم کی حیثیت سے وہاں جاؤں تو تم بھی میرے ساتھ چلنا۔ ابووائل نے جاکر علقمہؒ سے اس کا ذکر کیا، انہوں نے کہا کہ امراء وحکام سے تم کو جو حاصل ہوگا اس سے بہتر چیز وہ تم سے لے لیں گے۔ (طبقات ابن سعد)

مشہور جلیل القدر تابعی حضرت سعید ابن مسیبؒ نے سلاطین وحکام کو کبھی قابل التفات نہ سمجھا اور جب کبھی کسی نے ملاقات کی خواہش کی تو صاف انکار کردیا۔

ایک مرتبہ خلیفہ عبدالملک ابن مروان مدینہ منورہ گیا اور مسجد نبوی کے دروازے پر کھڑے ہوکر انہیں ملنے کے واسطے بلا بھیجا۔اس وقت وہ مسجد میں مصروف عبادت تھے۔عبدالملک کے عہدہ دار نے ان کے پاس جاکر کہا کہ امیرالمؤمنین مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہیں، آپ سے ملنا چاہتے ہیں، چل کر ملاقات کرلیجئے! فرمایا: نہ امیرالمؤمنین کو مجھ سے کوئی ضرورت ہے اور نہ مجھے ان سے کوئی سروکار ہے اور اگر امیر المؤمنین کو مجھ سے کوئی کام ہوتو وہ پورا نہیں کیا جاسکتا۔عہدہ دار یہ روکھا پھیکا جواب سن کر حیرت زدہ ہوا اور اس نے جاکر انہی لفظوں میں سنادیا۔خلیفہ نے عہدہ دار کو واپس کیا کہ دوبارہ جاکر کہو۔لیکن اگر وہ اب بھی آنے سے انکار کریں تو کوئی سختی نہ کرنا۔

عہدہ دار نے دوبارہ جاکر عرض مدعا کیا۔لیکن اس مرتبہ بھی جواب انکار میں تھا۔اس دوبارہ انکار پر عہدہ دار کو بڑا غصہ آیا اور دانت پیس کر کہنے لگا، اگر امیرالمؤمنین نے حکم نہ دیا ہوتا تو میں ابھی تمہاری بجائے تمہارا سر لے کر جاتا، امیرالمؤمنین دروازے پر کھڑے ہوکر باربار بلارہے ہیں اور تم اتنی بے اعتنائی برت رہے ہو۔حضرت سعیدؒ نے فرمایا کہ ’’اگر خلیفہ مجھے کچھ زرومال دینا چاہتا ہے تو وہ میں تجھی کو بخشتا ہوں اور اگر اس کا کچھ اور ارادہ ہے تو میں اس وقت تک حبوہ (جب انسان گوٹھ مار کر بیٹھے اور دونوں گھٹنوں اور پیٹھ کے اردگرد کپڑا لپیٹ لے تو اس طریق نشست کو حبوہ کہتے ہیں) نہ کھولوں گا جب تک وہ جو کچھ کرنا چاہتا ہے کہ نہ کرگزرے۔‘‘ خلیفہ کے افسر نے پھر واپس جاکر ان کا یہ جواب کہہ سنایا تو خلیفہ عبدالملک نے کہا کہ خدا ابن مسیبؒ پر رحم کرے ان کی سختی برابر روبہ ترقی ہے۔ (طبقات ابن سعد)

ایک اور مرتبہ خلیفہ عبدالملک مدینہ منورہ آیا ہوا تھا ایک رات اس کی نیند ایسی اچاٹ ہوئی کہ کسی طرح آنکھ نہ لگتی تھی اس نے حاجب کو حکم دیا کہ جاکر ہمارے کسی داستان گو کو بلالاؤ، لیکن ایسے وقت میں کون مل سکتا تھا۔حاجب مسجد نبوی ﷺ میں چلا گیا، وہاں حضرت سعید ابن مسیبؒ مصروف ذکر وعبادت تھے، حاجب ان کو نہیں جانتا تھا، انہیں ہاتھ کے اشارہ سے بلایا، لیکن انہوں نے کوئی التفات نہ فرمایا۔حاجب نے قریب جاکر کہا، اے شخص! میں نے تجھے بلایا۔فرمایا: کہو کیا کہتے ہو؟ حاجب بولا امیرالمؤمنین کو آج رات نیند نہیں آتی۔انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں کسی قصہ گو کو بلالاؤں اس لئے تم چلو۔ابن مسیبؒ نے کہا، جاکر امیرالمؤمنین سے کہہ دو کہ میں ان کا قصہ گو نہیں ہوں۔یہ سن کر حاجب لوٹ گیا اور سارا ماجرا بیان کیا۔عبدالملک نے واقعہ سن کر کہا کہ وہ سعید ابن مسیبؒ ہیں۔انہیں جانے دو۔ (طبقات ابن سعد ج۵ ص۹۶)

میں اوپر حدیث نبوی ﷺ درج کر آیا ہوں کہ افضل جہاد یہ ہے کہ ظالم بادشاہ کے سامنے سچی بات کہی جائے حضرت سعید ابن مسیبؒ اس ارشاد نبوی کا صحیح مصداق تھے۔ایک ملاقات میں خلیفہ عبدالملک نے ان سے کہا کہ اے ابو محمد! اب میری یہ حالت ہوگئی ہے کہ اگر کوئی اچھا کام کروں تو اس کی کوئی خوشی نہیں ہوتی اور اگر برا کام کرتا ہوں تو اس کا کوئی رنج وملال نہیں ہوتا۔فرمایا اب تمہارا دل پوری طرح سیاہ ہو چکا ہے۔

(ابن اثیر ج۴ص۵۱۴)

عبدالملک کے بعد اس کا بیٹا ولید تخت خلافت پر بیٹھا۔حضرت سعید ابن مسیبؒ کا طرز عمل اس کے ساتھ بھی یہی تھا، ان ایام میں حضرت عمر ابن عبدالعزیزؒ خلیفہ ولید کی طرف سے مدینہ منورہ کے حاکم تھے اور انہوں نے ولید کے حکم سے مسجد نبوی ﷺ کی توسیع کی تھی، میں کتاب سیرت کبریٰ معروف بہ مکی زندگی میں اس توسیع کی پوری تفصیل درج کر چکا ہوں۔

جب تعمیر وتوسیع کا کام پایہ تکمیل کو پہنچ گیا تو خلیفہ ولید اس کے معائنہ کے لئے دمشق سے مدینہ آیا۔ جب ولید مسجد کے پاس آیا تو مسجد میں جس قدر آدمی تھے سب ہٹا دیئے گئے۔اس وقت سعید ابن مسیبؒ مسجد کے ایک کونے میں ذکر وشغل میں مصروف تھے۔انہیں اٹھانے کی کسی کو ہمت نہ ہوئی۔البتہ کسی ہمدرد نے ازراہ دلسوزی اتنا کہا کہ اگر آپ بھی تھوڑی دیر کے لئے یہاں سے ہٹ جاتے تو اچھا ہوتا، فرمایا: میرے اٹھنے کا جو وقت ہے اس سے پہلے نہ اٹھوں گا۔ان سے کہا گیا کہ اچھا نہ اٹھیئے۔لیکن کم ازکم اتنا ضرور کیجئے کہ جب امیر المؤمنین ادھر سے گزریں تو اٹھ کر سلام کر لیجئے۔فرمایا خدا کی قسم! میں اس کے لئے کھڑا نہیں ہوسکتا، حضرت عمر ابن عبدالعزیزؒ ولید کو مسجد کا معائنہ کرا رہے تھے، انہوں نے دیکھا کہ سعیدؒ بیٹھے ذکر الٰہی میں مشغول ہیں۔یہ ان کے مرتبہ شناس تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا انہیں کسی بڑے سے بڑی ہستی کی بھی پروا نہیں ہے۔حضرت عمر ابن عبدالعزیزؒ اس خیال سے کہ ولید ان کو بیٹھے دیکھ کر غضب آلود نہ ہو اس کی نظر سے بچانے کے لئے دوسرے اطراف میں پھراتے رہے۔لیکن جب ولید قبلہ کی طرف بڑھا تو اس نے حضرت سعیدؒ کو دیکھ لیا۔اس نے پوچھا، یہ کون شخص ہے؟ سعیدؒ تو نہیں ہیں؟ حضرت عمرؒ نے ان کی جانب سے معذرت کے طور پر کہا کہ اب یہ بہت ضعیف ہوگئے ہیں اور آنکھوں سے بھی کم دکھائی دیتا ہے، ولید نے کہا، نہیں میں ان کی طبیعت سے خوب واقف ہوں، میں خود ان کے پاس چلتا ہوں۔

چنانچہ پھرتا پھراتا حضرت سعیدؒ کے پاس پہنچا اور عرض پیرا ہوا: شیخ! کیسے مزاج ہیں؟ حضرت سعید ابن المسیبؒ نے بیٹھے بیٹھے اپنی جگہ سے جواب دیا۔الحمد للہ! اچھا ہوں۔اس کے بعد ولید یہ کہتا ہوا لوٹ گیا کہ یہ اسلام کی ایک پرانی یادگار ہیں۔

مولانا عبدالغفور حقانی ...... جنت مکانی

مولانا عبدالجبار سلفی

کراچی میں ماضی کی ایک متحرک تنظیم یوم فاروق اعظم آرگنائزنگ کمیٹی کے پرانے اراکین کے ساتھ ان کے مرکزی دفتر میں بیٹھے ہم تبادلہ خیالات کررہے تھے کہ باتوں باتوں میں پنجاب سے کراچی جانے والے مختلف خطباء کے تذکروں پر بھی ایک سیشن چلا جس میں مولانا عبدالغفور حقانی شجاع آبادی کا ذکر شامل تھا۔شب ڈیڑھ بجے کے لگ بھگ ہماری یہ محفل برخاست ہوئی اور ہم نیند کی وادی میں اتر گئے۔اگلی صبح کے جھٹ پٹے میں جب اپنی قیام گاہ جہانگیر روڈ پہ پہنچے تو ساتھ ہی یہ خبر سننے کوملی کہ مولانا عبدالغفور حقانی طویل علالت سہنے کے بعد جنت مکانی ہوگئے ہیں۔انا للہ وانا الیہ راجعون !طبیعت بہت افسردہ ہوئی کہ ۱۹۷۰ء سے لے کر ۲۰۱۰ءتک جن نامور خطباء نے اہل سنت دیوبند کے عوامی جلسوں میں پورے طنطنہ وطمطراق سے اپنی صلاحیتوں کے جوہر دکھائے اسی قطار کا ایک خوبصورت اور نیک طینت خطیب دنیا سے چل بسا۔

مولانا عبدالغفور حقانی نفیس طبیعت کے ایک خوش لباس اور خوش خوراک عالم دین تھے۔صاف ستھرے کپڑوں میں ملبوس ہوکر کاندھے پہ استری شدہ خوبصورت کڑھائی کا بڑا رومال سجائے اور آنکھوں پہ نظر کا بہترین چشمہ لگائے وہ جب تقریر کے لئے اسٹیج پر جلوہ گر ہوتے تو ان کی چال ڈھال سے ایسا عالمانہ وقار ٹپکتا تھا کہ جس میں تکبر یا تصنع کی آمیزش نہیں ہوتی تھی۔چہرے کی سرخی،لبوں کی نزاکت،معتدل قد و قامت اور اپنے متناسب اعضاء بدن کی وجہ سے وہ اتنے بھلے لگتے تھے کہ ضلع ملتان تو کیا شاید پورے جنوبی پنجاب میں ایسے نفیس لوگ کم یاب نہیں تو نایاب ضرور ہوں گے۔ملتان کے دوخطیب اپنی مخصوص اور انفرادی شخصیت کی وجہ سے ایسے گوہر یکتا ثابت ہوئے تھے کہ جوتقریر شروع کرنے سے پہلے ہی سامعین کو اپنا گرویدہ کرلیتے تھے ان میں ایک بریلوی مسلک کے مولانا عبدالوحید ربانی تھے اور دوسرے دیوبندی مسلک کے مولانا عبدالغفور حقانی!

دونوں اپنے اپنے مکتب فکر کے مصروف ترین واعظ،دونوں ہی خوش لباس،دونوں ہی اعلیٰ ذوق کے مالک اور دونوں ہی بے انتہا خوش الحان اور بلبل نوا سنج تھے۔مولانا عبدالوحید ربانی کو الفاظ پہ گرفت کا ملکہ حاصل تھا،برمحل اشعار پڑھتے تھے مگر اہل حدیث حضرات کے پنجابی لہجے کی طرح تلاوت سرائیکی لہجے میں کرتے تھے۔جبکہ مولانا عبدالغفور حقانی ادیبانہ اور خطیبانہ تکلفات کم کم البتہ حجازی لہجے میں جب قرآن

مجید کی تلاوت کرتے تو سننے والوں کی روحیں تک ڈھل جاتی تھیں۔ اپنی جوانی کے دور میں موضوع سے متعلقہ تقریر میں ایک ایک رکوع زبانی پڑھ جاتے تھے اور بعد میں اس خوبصورتی کے ساتھ تلاوت کردہ مقامات کا خلاصہ بیان کر دیتے کہ ان کے اس خداداد ملکہ پہ حیرت ہوتی تھی۔ ان کے گلے میں لحن داؤدی کا ایسا رس نچوڑ دیا گیا تھا کہ وہ ایک ایک ساز سے تین تین سر نکال لیتے تھے۔

مولانا عبدالغفور حقانی نے جس دور میں اپنی خطابت کا عروج پکڑا، تو تب مولانا سید عبدالمجید ندیم مرحوم تحریک تنظیم اہل سنت سے علیحدہ ہو کر اپنی تنظیم مجلس تحفظ حقوق اہل سنت کی بنیاد رکھ چکے تھے۔ جس میں ان کے ساتھ مولانا عبدالشکور دین پوری مرحوم بھی شامل تھے۔ ان دو خطیبوں کے متعلق حضرت مولانا سید نورالحسن شاہ بخاری مرحوم نے ایک کتابچہ مجلسی احباب کا فتنہ کبری نامی رقم کیا تھا جسے پڑھ کر اس دور کے ان کروبی صفت شخصیات کے طریقہ اختلاف، سلیقہ اظہار اور قرینہ گفتار کا جائزہ لے کر آج کے وہ طلبہ وعلماء کرام اپنے قلوب کا تزکیہ کر سکتے ہیں جو باہمی اختلافات میں اپنے حریف کی چادر وعزت تک کے تقدسات کو روند کے رکھ دیتے ہیں۔ مجلس تحفظ حقوق اہل سنت میں مولانا ندیم شاہ صاحب مرحوم اور مولانا دین پوری مرحوم زیادہ دنوں تک ساتھ نہ چل سکے نتیجہ یہ نکلا کہ جس سرعت کے ساتھ شاہ صاحب تنظیم اہل سنت سے نکلے تھے اس سے کہیں زیادہ عجلت میں مولانا دین پوری مجلس تحفظ حقوق اہل سنت سے اپنا ناطہ توڑ بیٹھے اور اپنی الگ جماعت مجلس علماء اہل سنت کی بنیاد رکھ دی۔ مولانا عبدالغفور حقانی پہلے دن جو مجلس علماء اہل سنت میں شامل ہوئے تو پھر زندگی کے آخری دم تک اسی شاخ پہ چہچہاتے رہے۔

مولانا عبدالشکور دین پوری مرحوم کے بعد وہ مجلس علماء اہل سنت کے ناظم اعلی بنائے گئے۔ ملتان کے التمش روڈ گجر کھڈہ میں ان کی جماعت کا مرکزی دفتر قائم رہا۔ اکثر وبیشتر واعظین وقت کے ساتھ ساتھ اپنے گھونسلے دوسرے درختوں پہ لدُ گئے لیکن حقانی صاحب اور مولانا عبدالکریم ندیم نے اپنی اسی ننھی منی جماعت کی شناخت کو کسی نہ کسی شکل میں برقرار رکھا۔ اگرچہ وہ اپنے مخصوص ترنم، منفرد طرز خطابت اور فکری تصلب کی بنا پہ تمام سنی دیوبندی جلسوں میں مدعو کئے جاتے تھے۔

مولانا حقانی صاحب اسم بامسمی تھے اور اظہارِ حق میں کسی رورعایت کے قائل نہ تھے۔ ایک مرتبہ نور پور تھل کے کسی گاؤں میں ہمارا جلسہ تھا۔ وہاں کی کل آبادی جمعیت اشاعت التوحید سے وابستہ لوگوں کی تھی اور سب کے سب مولوی احمد سعید صاحب چتروڑ گڑھی کے گلے کی گراریوں پہ تھرکنے والے تھے۔ گاؤں میں ایک معمر باباجی ہمارے میزبان تھے۔ وہی اپنے گھر میں بہترین کھانے کا انتظام کرنے والے، وہی بستر و چارپائی بچھانے والے اور وہی اکیلے لاؤڈ اسپیکر پہ جلسے کا اعلان کرنے والے تھے۔ آج بھی ان بزرگوں کی

دینی حمیت یاد آتی ہے۔ بندہ کی تقریر کے بعد مولانا عبدالغفور حقانی منبر پر تشریف لائے۔ سامعین میں درجن بھر اشخاص کے سوا کُل کے کُل اشاعتی تھے۔ اور اشاعتی بھی کوئی رسمی یا مصنوعی نہیں بلکہ خوب جلے بھنے اور کلیتاً نہ سننے والے غیر برزخی مردے تھے۔ حقانی صاحب نے کم و بیش بیس منٹ کے بعد جب عقیدہ حیات النبی ﷺ بیان کرنا شروع کیا تو مجمع مشتعل ہو گیا۔ ہر جانب سے قبر کی تعریف کرو، روح کی تعریف کرو جیسے مطالبے اٹھے۔ اور یہ مطالبہ کرنے والے معمولی سطح کے تعلیم یافتہ بھی نہ تھے بلکہ اس گاؤں کے وہ ان پڑھ لوگ تھے جن کے چہروں پر سے مماتیت کی راکھ اڑ رہی تھی۔ جب شور و غل بڑھا تو ایک مفسد نے جا کر بجلی کا مین سوئچ بند کر دیا۔ اندھیرا گھپ ہو گیا، جلسہ انتشار کا شکار ہو گیا۔ اور لوگ ایک دوسرے کو برا بھلا کہتے ہوئے گھروں کو روانہ ہو گئے۔ ہم بھی قیام گاہ پہ آ گئے۔ اگلی صبح جب نماز پڑھنے مسجد میں پہنچے تو گاؤں کے چند افراد کے سوا کوئی بھی وہاں موجود نہ تھا۔ یعنی رات کو برساتی مینڈکوں کی طرح ٹرٹرانے والے کل کے کل اشاعتی اپنے اپنے بستروں میں ایسے مردے بنے پڑے تھے کہ عقیدۂ عدم سماع کی وجہ سے مؤذن کی اذان تک سننے سے محروم کر دیئے گئے تھے۔ مولانا حقانی صاحب نے نماز فجر کی امامت کروائی اور ایسی پرسوز تلاوت کی کہ لطف آ گیا۔ جیسے کیسے ناشتہ ہوا۔ گزشتہ رات کے فساد کی وجہ سے طبیعت میں تکدر تھا۔ بزرگ میزبان کی پریشانی بھی نہیں دیکھی جا رہی تھی۔ قصہ مختصر حقانی صاحب اپنی اگلی منزل کو روانہ ہو گئے جبکہ بندہ واپس لاہور آ گیا بعد میں جب کبھی ملاقات ہوتی تو ہم اس واقعہ کو یاد کر کے حظ اٹھاتے تھے۔

ایک مرتبہ حقانی صاحب لاہور میں مولانا جمیل الرحمٰن اختر مرحوم کے جلسہ پہ امن جامع مسجد باغبان پورہ آئے۔ ان کے ساتھ ان کے رفیق سفر دو نعت خوان تھے ایک سفید ریش بزرگ تھے ان کا نام قائم دین تھا، جبکہ دوسرے محمد اسحٰق عرف ساقی تھے۔ جنہوں نے سرخ مہندی سے ریش رنگی ہوئی تھی اور غالباً ان کا ایک بازو کسی عارضے کی وجہ سے سیدھا رہتا تھا یعنی کہنی سے مڑتا نہیں تھا۔ خوش گلو نعت گو تھے۔ حقانی صاحب امن مسجد کے اوپر والے ہال میں متفکر بیٹھے تھے بندہ نے سبب پوچھا تو کہنے لگے کہ کراچی کا لمبا سفر درپیش ہے اور میرے یہ دونوں نعت خوان کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے عزیزوں کی شادی پہ ملتان واپس پہنچنا ہے۔ یہ مجھے راستے میں تنہا چھوڑ کے جا رہے ہیں۔ آپ اگر میرے ساتھ تعاون کریں تو اکٹھے کراچی چلتے ہیں۔ گپ شپ بھی ہو گی اور کراچی شہر کی عمارتیں، مدرسے، اہل علم اور جلسوں کی رونقیں بھی دیکھیں گے۔ یہ ۲۰۰۲ء کی بات ہے۔ مجھے اس وقت سفروں کا نیا نیا شوق تھا جبکہ حقانی صاحب آزمائشی سفروں کے مرحلے سے گزر رہے تھے۔ تجربہ کاروں کا کہنا ہے کہ پہلے انسان کو سفروں کا شوق ہوتا ہے، پھر سفر مجبوری بن جاتے ہیں اور تیسرے مرحلے پہ جا کے باقاعدہ مصیبت کا روپ دھار لیتے ہیں۔ مولانا حقانی صاحب نے خطیبانہ رنگ میں کراچی کا

کچھ ایسا قصیدہ پڑھا کہ میں ان کے ساتھ چلنے پہ آمادہ ہوگیا۔متذکرہ ان کے دو رفقاء سفر اجازت لے کر اپنے گھروں کو چلے گئے۔جبکہ بندہ مولانا عبدالغفور حقانی کے ساتھ کراچی جانے کے لئے جب اٹھا تو حقانی صاحب کا سفری سامان دیکھ کے پاؤں سے جوتے سرکتے محسوس ہوئے۔کیونکہ تین بڑے بڑے بیگ اور ایک اٹیچی کیس ہمیں خادم اور خود کو مخدومیت کی زہر بھری نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ایک بیگ میں دھلے ہوئے کپڑے، دوسرے میں استعمال شدہ بے ترتیب کپڑے اور جوتے، تیسرے میں رومال اور ٹوپیاں جبکہ اٹیچی کیس میں ویسکوٹ، ڈائریاں، کچھ کتابیں اور مختلف قسم کے عطریات موجود تھے۔

اس سے قبل میں نے سلطان العلماء علامہ ڈاکٹر خالد محمود کے ساتھ دو تین سفر کر رکھے تھے۔علامہ صاحب کو اللہ بخشے ان کا کل سفری سامان ایک شاپر میں آجاتا تھا۔شاپر میری بغل میں ہوتا اور علم وفضل علامہ خالد محمود کے سینے میں! مگر آج ایک لمبا سفر درپیش تھا اور سامان اتنا کہ اس کے لئے مستقل قلی درکار تھا۔بہرکیف ہم کراچی پہنچے۔بندہ نے پہلی بار کراچی شہر مولانا حقانی صاحب کے ساتھ ہی دیکھا تھا اور آج کم وبیش ۲۲ سال کے بعد حقانی صاحب کی وفات کی خبر بھی کراچی میں بیٹھ کے سنی۔اللہ اللہ دنیا بھی کیسے کیسے عجائبات کا مخزن ہے۔سفر کراچی میں ہم جب انواع واقسام کے کھانوں والے دسترخوانوں پہ بیٹھتے تو مولانا حقانی صاحب میرا دل بڑھانے کے لئے معصومانہ انداز میں کہتے تھے سلفی صاحب! میرے نعت خوان بڑے کم نصیب تھے جو مجھے چھوڑ کے چلے گئے، دیکھو ہم کیسی کیسی نعمتیں کھا رہے ہیں۔

سرائے عالمگیر کے ایک دینی مدرسہ کے جلسہ میں ہم اکٹھے ہوئے۔مولانا حقانی صاحب میزبانوں سے مطالبہ کررہے تھے کہ مجھے پہلے تقریر کا وقت دیا جائے۔ابھی اس پہ لے دے ہو رہی تھی کہ اچانک اسٹیج سے جناب ملک شہادت علی طاہر جھنگوی نے اپنے کلام کا آغاز کردیا۔وہ چپکے سے سبھی کو جُل دے کر اپنے بھائی اور ہمنوا قاری خالد محمود کو لے کر اسٹیج پہ چلے گئے تھے۔حقانی صاحب جلال سے پیچ وتاب کھاتے ہوئے کہنے لگے کہ میں آج طاہر جھنگوی سے بھرپور احتجاج کروں گا۔جلسہ میں ہزاروں افراد کا جوش وجذبہ سے معمور اجتماع تھا۔طاہر صاحب نے اپنی نظم واللہ میرا دین تے ایمان صحابہ کچھ ایسے ولولہ اور سوز سے پڑھی کہ سوا گھنٹہ کے بعد جب یہ دونوں بھائی اسٹیج سے واپس آئے تو مولانا حقانی ان سے لپٹ کے پھوٹ پھوٹ کے رونے لگے اور کہا کہ آپ کی نظم نے مجھے محبت صحابہ کے اس جہان میں دھکیل دیا ہے کہ میں سب کچھ بھول گیا ہوں۔

عائشہ مسجد لاہور میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے جلسہ میں مدعو تھے۔بندہ اور مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر مرحوم مولانا حقانی کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔حقانی صاحب نے اپنے سامان سے ایک مستعمل صابن کی ٹکیا نکالی اور اس کا پس منظر بتاتے ہوئے کہا کہ یہ مولانا حق نواز شہید کے جسد کو غسل دینے کے بعد بچا ہوا

صابن ہے، یاد پڑتا ہے کہ انہوں نے کہا تھا کہ میں مولانا شہید کو غسل دینے والوں میں شامل تھا تو تب سے یہ صابن میں نے سنبھال لیا تھا۔ بندہ نے گرہ لگائی کہ آپ یہ صابن اگر نہانے میں استعمال فرمالیں تو مقام خطابت سے منصب شہادت تک بہ آسانی پہنچا جاسکتا ہے۔اور علامہ اقبال مرحوم کے اس شعر

اگر کوئی شعیب آئے میسر شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

کی درگت بناتے ہوئے کہا:

اگر یہ صابن آئے میسر منبر سے شہادت دو قدم ہے

مولانا قہقہہ مار کر ہنسے اور ساتھ ہی مولانا اللہ وسایا مدظلہ سے ویزہ ملتے ہی اسٹیج کی طرف روانہ ہو گئے

عمر کے آخری سالوں میں تقریر کم ہوتی تھی اور بے ربط باتیں زیادہ۔ مدرسہ دارالہدیٰ بھکر میں اکھٹے ہوئے۔ بندہ نے کہا آج لوگوں کو جوانی کے دور والا قرآن پاک سنا دیجیے۔ ذرا سے بپھر گئے اور کہا تو کیا پہلے میں وید سناتا پھر رہا ہوں؟ آخری سالوں میں صحت اور خانگی حوالے سے کچھ امتحانات میں مبتلا ہو گئے تھے، مگر جب بھی فون پہ بات ہوتی صبر وشکر کے ساتھ بے پناہ اظہار محبت کرتے۔ علالت و اعذار کے باوجود قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسینؒ کے سوانح مظہر کرم کا مطالعہ فرماتے اور باقاعدہ بعض مندرجات و واقعات پہ تبصرہ بھی کرتے تھے۔ چند برس قبل چک باقر شاہ چکوال کے جلسہ میں سردیوں کی ایک شب ملاقات ہوئی تو دیکھا کہ انگیٹھی میں کوئلے دہکا کر سردی کا مقابلہ کر رہے ہیں جبکہ حسب عادت اپنی ڈائری پر معمولات یومیہ لکھتے جا رہے تھے۔ کاتب السطور نے مصافحہ کیا تو رابطہ نہ رکھنے پہ شکوہ کرتے ہوئے الفاظ و معانی کی تپش دے دی۔

زندگی بھر جلسے کیے اور اس اعتبار سے مشہور ہو گئے تھے کہ حقانی صاحب جلسوں میں کبھی وقت پہ نہیں پہنچتے۔ چنانچہ اچھرہ میں یہ منظر بچشم خود دیکھا کہ جلسہ ہو گیا۔ اختتامی دعا کروادی گئی، اور منتظمین نہایت مایوس کھڑے ہیں۔ لوگ گھروں کو واپس لوٹ رہے ہیں تو اچانک حقانی صاحب وارد ہو گئے اور پھر خطاب بلکہ جلسہ نئے سرے سے شروع ہو گیا۔ ان کی یہ سفری مجبوری یا سستی ان کی شخصیت کا ایسا حسن بن گئی تھی کہ لوگ اس کا تذکرہ کر کے خوش گپیاں کرتے تھے۔

مولانا موصوف چار خوبیوں سے خوب متصف تھے اور وہ قابل بیان ہیں: (۱) نماز کی خشوع و خضوع کے ساتھ پابندی۔ (۲) تلاوت قرآن مجید کا شغف۔ (۳) طہارت و نظافت کا اعلیٰ ذوق (۴) اسلاف اہل سنت کا ہر وقت تذکرہ خیر۔ یقیناً یہی وجہ ہے کہ بعد از وفات اللہ تعالیٰ نے ان کے چہرے کو توقیر وآبرو بخشی اور وہ اپنے ہونٹوں پہ موج تبسم پھیلاتے ہوئے سوئے آخرت روانہ ہو گئے۔

شیخ شلتوت مصری کا گمراہ کن فتویٰ اور امت قادیانی

مولانا محمد اسحاق سندیلویؒ لکھنو

قادیانیت کا مرض ان امراض خبیثہ میں داخل ہے جس کے جراثیم حکومت برطانیہ نے اپنے جذبہ اسلام دشمنی اور مسلمانوں میں تفرقہ انگیزی کو تسکین دینے کے لئے ہندوستان میں پھیلائے تھے۔ بانی مذہب مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی حکومت برطانیہ کے چہیتے اور پروردہ تھے۔ انگریز انہیں اپنا فرزند ارجمند سمجھتے تھے، وہ ساری عمر سرکار برطانیہ کی وفاداری وخیر خواہی کا دم بھرتے رہے اور سرکار انگریز کی گود میں بیٹھ کر وہ اپنی مرضی کے مطابق امت مسلمہ کو گمراہ کرنے اور اس میں تفرقہ ڈالنے کی کوشش میں برابر مصروف رہے۔ یہاں تک کہ حاکم حقیقی کی ’’شان املاء‘‘ اور مہلت دہی کے بجائے ’’شان انتقام‘‘ کا ظہور ہوا اور فرشتہ اجل نے انہیں کشاں کشاں اس مقام پر پہنچا دیا جو رب العزت کی ’’شان انتقام‘‘ ظاہر ہونے کا اصل مقام ہے۔

مرزا قادیانی تو ختم ہوگئے لیکن گمراہی وارتداد کا جو زہریلا پودا لگا گئے تھے وہ بار آور ہوتا رہا۔ اس کی سرسبزی میں اس چیز کا بھی بڑا دخل ہے کہ انگریز نے خاص اہتمام کے ساتھ اس کی آبیاری کی اور ان کے جانے کے بعد ہندوستان میں ان کے جانشینوں نے بھی اپنی سیاسی مصلحتوں کی بنا پر اس کی پرورش ضروری سمجھی۔ اسی طرح پاکستان کے کچھ بے بصیرت اور ناعاقبت اندیش حکام بھی اس شجرہ خبیثہ کی سمّیت وہلاکت انگیزی کو محسوس نہ کر سکے اور انہوں نے بھی اس کے لئے پھلنے پھولنے کے مواقع فراہم کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی، حالانکہ دینی مصلحت کے علاوہ سیاسی بصیرت کا معاوضہ بھی یہی ہے کہ ان سنپولیوں کو آستین میں پلنے اور بڑھنے کا موقع نہ دیا جائے۔

ان سب امور کا نتیجہ یہ ہے کہ یہ فرقہ ضالہ مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے بعد اپنے مذہب باطل کو پھیلانے کی کوشش میں بڑی بے باکی کے ساتھ مصروف ہے۔ علماء کرام کو میں اس وقت خصوصیت کے ساتھ متوجہ کرتا ہوں کہ اس فتنہ عظیمہ کا مقابلہ جلد کریں، اس وقت یہ گروہ حالات ومواقع سے فائدہ اٹھا کر نئے جوش وخروش کے ساتھ مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ انہوں نے ایک فریب کارانہ اقدام یہ کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور ان کے نزول کے متعلق ایک فتویٰ مصر کے ایک عالم شیخ محمود شلتوت مرحوم سے اپنی مرضی کے مطابق حاصل کر لیا جس میں شیخ مذکور نے جمہور امت کے عقیدے کے خلاف اپنے اس عقیدے کا اظہار کیا ہے کہ معاذ اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انتقال ہو چکا ہے اور وہ قیامت کے قریب نازل نہ ہوں گے۔ اسی طرح شیخ مذکور نے اس فتوے میں قادیانیوں کو مسلمانوں میں ہی شمار کیا ہے۔ دلائل سے تہی

دست قادیانیوں کے لئے یہ فتویٰ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بنا اور انہوں نے ناواقف مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے مقصد کے لئے لاکھوں کی تعداد میں اس کی اشاعت کی اور نہ صرف عربی میں بلکہ مختلف زبانوں میں اس کا ترجمہ کر کے خوب اشاعت کی۔ میرے سامنے اس کا جو نسخہ ہے وہ ناظر دعوت تبلیغ قادیان کا شائع کیا ہوا ہے۔ یہ شیخ مذکور کے فتوے کا حاصل المتن کا اردو ترجمہ ہے، آخر میں کچھ سوالات بھی درج ہیں جو قادیانیوں نے اہل اسلام سے کئے ہیں، شروع میں ناشر کی جانب سے ایک مختصر تمہید ہے۔

میری کتاب ''مسئلہ ختم نبوت علم وعقل کی روشنی میں'' شائع ہوئی تو قادیانی دنیا میں ایک تہلکہ مچ گیا اس کی اشاعت سے چراغ پا ہو کر بعض ایسے قادیانیوں نے جو لائق خطاب بھی نہیں ہیں۔ مجھے اور بعض میرے احباب کو لغو و مہمل خطوط لکھے، ناظر تبلیغ قادیان نے جھنجھلا کر مندرجہ بالا رسالہ میری طرف پھینک مارا۔

جھوٹ اور فریب

فرقہ باطلہ قادیانی اپنے عقائد باطلہ کے ثبوت کے لئے دلیل وبرہان کی قوت سے کلیۃ محروم وتہی دست ہے وہ اگر جھوٹ اور فریب کا سہارا نہ لے تو کیا کرے، زیر گفتگو رسالہ کے ٹائٹل ہی سے قادیانیوں کے اس آرٹ کا اظہار شروع ہو جاتا ہے۔ ٹائٹل پر تحریر ہے ''وفات حضرت مسیح علیہ السلام پر علماء مصر کا فتویٰ'' حالانکہ رسالہ میں صرف شیخ شلتوت کا فتویٰ منقول ہے۔ کیا تنہا شیخ شلتوت کا نام علماء مصر ہے؟ یہ کس دلیل سے ثابت ہے کہ شیخ شلتوت کی اس رائے سے سب علماء ازہر متفق ہیں؟ (ص۳) پر بھی اسی دروغ بیانی کو دوسرے عنوان سے ذکر کر کے فریب دہی کی ناپاک کوشش کی گئی۔ لکھتے ہیں ''اور کہاں اب یہ درست ہے کہ دنیائے اہل سنت والجماعت کہلانے والوں کی سب سے بڑی درسگاہ یعنی ازہر کے علماء نے یہ فتویٰ دے دیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات قرآن مجید سے ثابت ہے۔ کتابچہ میں صرف شیخ شلتوت مرحوم کا فتویٰ درج ہے۔ اسے علماء ازہر کا فتویٰ کہنا جھوٹ اور فریب کاری نہیں تو اور کیا ہے؟

(۲) دوسری فریب کاری کو بھی سرخی افسانہ کے زیر سایہ ہی جگہ دی گئی ہے لکھتے ہیں: ''آج سے ستر سال قبل جب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسلمانوں کے مشہور عقیدہ کے خلاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات قرآن مجید سے ثابت کی تو علماء نے شور سے آسمان سر پر اٹھا لیا اور آپ کی سخت مخالفت کی۔ جماعت احمدیہ پر کفر کے فتوے لگائے اور اسے دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔'' (ص۳)

گویا مؤلف یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ مرزائے قادیان اور اس کے متبعین کی تکفیر اسی بنا پر کی گئی کہ وہ حیات مسیح اور نزول مسیح علیہ السلام کے منکر ہیں۔ یہ محض جھوٹ اور فریب کاری ہے جس کا مقصد مسلمانوں کے سامنے اپنے جرم کو ہلکا کر کے دکھانا اور شدید تر جرائم کو ان سے مخفی کرنا ہے۔

یہ صحیح ہے کہ مرزا قادیانی اوران کے مقلدوں کو علماء اسلام متفقہ طور پر کافراور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں، لیکن اس کی وجہ وہ نہیں ہے جواس رسالہ میں ظاہر کی گئی ہے۔ بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ مرزا نبوت کے مدعی کاذب اور ختم نبوت کے منکر ہیں۔ان کے علاوہ بھی وہ بعض ایسے امور کے مرتکب ہوئے جو انہیں دائرہ اسلام سے باہر کردیتے ہیں۔ان کے متبعین کو بھی کافرومرتد اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ نبوت کے ایک مدعی کاذب پر ایمان لاتے ہیں، ختم نبوت کا انکار کرتے ہیں اور مرزا قادیانی کے کفریات کی تصدیق کرتے ہیں۔تکفیر کے اصل اسباب کو نظرانداز کر کے ایک دوسرے مسئلہ کو اس کا سبب ظاہر کرنا تاکہ اصل جرائم اس کی آڑ میں چھپ جائیں، دروغ بافی اور فریب کاری کے علاوہ کس نام سے موسوم کیا جاسکتا ہے؟

شیخ شلتوت کی شخصیت

قادیانی اپنی مقصد براری کے لئے شیخ شلتوت کا تذکرہ ایسے عنوان سے کرتے ہیں گویا عالم دین ہونے کی حیثیت سے وہ کوئی بہت ممتاز اور نمایاں درجہ رکھتے اوران کی رائے بہت اہم اور وزنی ہے۔ حالانکہ یہ بات بالکل غلط اور خلاف واقعہ ہے۔شیخ موصوف کی صحیح حیثیت یہ ہے کہ وہ حکومت مصر کی جانب سے جج کے عہدے پر مامور تھے دنیا جانتی ہے کہ رئیس الجامعہ الازہر حکومت کی جانب سے مقرر ہوتا ہے، اس کے تقرر یا انتخاب میں علماء ازہر یا دوسرے علماء کو ذرہ برابر بھی دخل نہیں ہوتا۔ یہ بالکل ضروری نہیں ہے کہ وہ کوئی ممتاز حیثیت رکھنے والا عالم دین ہو بلکہ اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ ازہر کے علماء اپنے علم وتقویٰ کے اعتبار سے اس پر فوقیت رکھتے ہیں، درس وتدریس یا افتاء کی خدمت اس کے متعلق نہیں ہوتی بلکہ وہ صرف انتظامی امور کا نگران اعلیٰ ہوتا ہے۔شیخ شلتوت کا بھی یہی حال تھا، وہ اک جج تھے نہ کہ کوئی قابل ذکر عالم دین، ہوسکتا ہے کہ مصر کے مروجہ قانون میں اتنی قابلیت ولیاقت امتیازی درجہ رکھتی ہو یا فقہ اسلامی کے حصہ معاملات میں انہیں خاص ورک حاصل ہو۔لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ وہ عقائد کلام، تفسیر، حدیث یا فقہ کے معاملاتی شعبہ کے علاوہ دوسرے شعبوں میں بھی مہارت وقابلیت رکھتے ہوں، بلکہ یہ بھی لازم نہیں آتا کہ وہ ان علوم سے معتد بہ واقفیت بھی رکھتے ہوں اور واقعہ بھی یہی ہے کہ مندرجہ بالا علوم میں ان کی استعداد اچھی نہ تھی۔جس کا اظہار ان کے اس مضمون سے ہوتا ہے۔جس پر ہم تنقید کرنا چاہتے ہیں۔

شیخ موصوف کی یہ غلط روی اور غلط بیانی اہل باطل کے لئے سہارا بن گئی اورانہوں نے حتی الامکان اس سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔ یہ لوگ اس سے اس قدر خوش ہوئے کہ تمہید میں مرزا قادیانی آنجہانی کے متعلق لکھ دیا کہ ’’انہوں نے تیس آیتوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات یعنی قبض روح کو ثابت کیا تھا اوراس کے خلاف ثابت کرنے والے کے لئے آپ نے ایک ہزار روپیہ مقرر کیا۔‘‘ اس کے بعد

حسب عادت اس دروغ بافی میں دوسرے جھوٹ کا پیوند اس طرح لگایا کہ اب علماء ازہر نے بھی مرزا قادیانی کی رائے کی تصدیق کردی ہے۔ ہم عرض کر چکے ہیں کہ یہ علماء ازہر کا لفظ محض فریب دہی کے لئے استعمال کیا گیا تھا۔ ورنہ شیخ شلتوت کا نام علماء ازہر نہیں ہے۔ اسی طرح یہ کہا کہ مرزا قادیانی آنجہانی نے تیس آیتوں سے اس مضمون کو ثابت کردیا ہے۔ اتنی بڑی جسارت وڈھٹائی ہے جس کی مثال مشکل سے ملے گی۔ مرزاجی آنجہانی مع اپنے ان سب معاونوں کے جو انہیں الہام کیا کرتے تھے۔ اگر اپنا پورا زور صرف کردیں تو بھی کسی ایک آیت سے اپنے باطل مدعا کو ثابت نہیں کرسکتے چہ جائے کہ تیس آیتیں۔ یہاں بے حیائی اور ڈھٹائی کی بات ہی دوسری ہے: بے حیا باش ہر چہ خواہ کن!

اس جھوٹ پر مؤلف کو گرفت کا خوف ہوا، سمجھے کہ اگر کوئی پوچھ بیٹھا کہ یہ تیس آیتیں کہاں سے لا کر دکھائی جائیں گی تو مضطرب بن کر پینترا بدلا۔ چنانچہ کہتے ہیں: ’’اور اس میں سب سے زیادہ زور آپ نے سورہ مائدہ کی آخری رکوع کی مندرجہ ذیل آیت پر دیا اور باقی آیات کو اس کی تائید میں پیش فرمایا۔‘‘

’’واذ قال اللہ یعیسی بن مریم‘‘ الآیات۔ اس کی تائید سے بظاہر یہ سمجھ میں آتا ہے کہ بقیہ ۲۹ آیتوں میں بھی (بزعم مرزا قادیانی) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قبض روح کا تذکرہ ہوا ہے وہ آیتیں کہاں ہیں؟ کم ازکم ان کی طرف اشارہ ہی کرنا چاہئے تھا۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ ایسی آیات کا وجود ہوتا تو ان کی نشاندہی کی جاتی۔ یہ فقرہ تو محض قادیانیوں اور ناواقف مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے لکھ دیا گیا ہے۔ اسے صداقت سے کیا واسطہ؟ واقعہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی اور اس کے سب پیرو اپنا پورا زور صرف کرنے کے باوجود ایک آیت سے بھی اپنا مدعائے باطل نہیں ثابت کرسکتے، چہ جائے کہ تیس آیتوں سے۔ اگر مرزا قادیانی آنجہانی جھوٹ بولنے اور اللہ تعالیٰ اوران کے کلام پر افتراء کرنے کے عادی تھے اوران کے متبعین بھی اپنے متنبّی کی سنت پر عمل پیرا ہیں۔ اس لئے اس قسم کا دعویٰ کردینا ان کے نزدیک کوئی بڑی بات نہیں ہے۔

سورہ مائدہ کی مندرجہ بالا آیت مقدسہ جس پر بقول مؤلف مرزا قادیانی نے سب سے زیادہ زور دیا ہے۔ شیخ شلتوت نے اپنے بیان میں پیش کی ہے اور اپنے غلط مدعا پر اس سے استدلال کرنے کی سعی لاحاصل کی ہے۔ آئندہ سطور میں آپ دیکھیں گے کہ اس سے استدلال کس قدر غلط ہے اور آیت ان کے مدعائے باطل کے بجائے ہمارے سچے عقیدے یعنی حیات مسیح علیہ السلام کو ثابت کررہی ہے۔

شیخ شلتوت کا غلط فتویٰ

اب ہم شیخ شلتوت کے اس فتوے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جس پر قادیانیوں کو بڑا ناز ہے۔ آئندہ بحث واضح کردے گی کہ یہ فتویٰ اہمال ولغویت کا ایک نمایاں وممتاز نمونہ ہے جو دلیل وبرہان کی تائید

وقدرت سے یکسر محروم ہے۔اس سے یہ بات بھی نمایاں ہوجاتی ہے کہ شیخ موصوف کی شخصیت علم ودریافت، دونوں چیزوں کے اعتبار سے ناقابل اعتماد تھی اور یہ حکومت مصر کی نادانی یالاعلمی اورلاپرواہی تھی۔جس نے ان کے ایسے نااہل شخص کوازہر کے سرپر مسلط کردیا تھا۔فالی اللہ المشتکی!

پہلی غلطی

شیخ شلتوت نے فرقہ قادیانیہ کے عقائد وحالات معلوم کئے بغیران کے مسلمان ہونے کا فیصلہ کردیا حالانکہ خودان کے جواب سے ظاہر ہے کہ انہیں اس بات کا علم تھا کہ بہت سے علماء اس فرقہ کودائرہ اسلام سے خارج اور کافرسمجھتے ہیں۔ان پرواجب تھا کہ قادیانیوں کی حمایت کرنے سے پہلے ان علماء کے دلائل وبیانات سے واقفیت پیدا کرتے،اگرخود ناواقف تھےتو علماء ازہر سے اس کی تحقیق کرتے۔اگروہ حضرات ناواقف نظرآتے تو علماء پاکستان وہندوستان سے استصواب کرتے۔تعجب یہ ہے کہ شیخ موصوف جج رہ چکے تھے۔ان سے ایسی کھلی ہوئی غلطی کیسے ہوئی تھی۔ایک فریق کا بیان سن کرفیصلہ کردینا تو دنیا کی کسی عدالت کے نزدیک جائزنہیں قراردیا جاسکتا،یہ معاملہ تومشہورمثل ''تنہا پیش قاضی روی راضی آئی'' کا ایک مضحکہ خیزنمونہ ہوگیا۔قادیانیوں نے شیخ مرحوم کودھوکہ دیااورانہوں نے دھوکہ کھایا۔ہوسکتا ہے کہ وہ نادانستہ قادیانیوں کے شکارہوئے ہوں۔لیکن شیخ کے ایسے تجربہ کارجج سے ذرایہ بات بعید معلوم ہوتی ہے۔احتمال قوی یہ ہے کہ مصر کی فتنہ پردازاورگمراہ ٹولی کے زیراثرانہوں نے دیدہ ودانستہ اس فاش غلطی کاارتکاب کیا ہے۔اللہ تعالیٰ ان کے اس جرم عظیم کومعاف فرمائے۔

شیخ خودسمجھ رہے تھے کہ محض حیات مسیح ونزول مسیح علیہ السلام کے انکارکی وجہ سے کسی کی تکفیرنہیں کی جاسکتی پھران کا ذہن ادھرکیوں نہ گیاکہ علماء ہندوپاکستان اس فرقہ ضالہ کی تکفیرکیوں کرتے ہیں؟انہوں نے ان حضرات علماء سے اس بارے میں سوال کیوں نہ کیا؟کیا غضب ہے کہ ان علماء کے ساتھ توانہیں سوءظن پیدا ہواکہ وہ بے بات کی بات نکالتے ہیں اوربغیرکسی وجہ کے قادیانیوں کی تکفیرکرتے ہیں لیکن قادیانیوں کے ساتھ انہیں اتناحسن ظن پیدا ہواکہ انہوں نے علماء کا بیان سنے بغیراس فرقہ ضالہ کواہل ایمان میں شمارکرکے سب علماء کے خلاف فیصلہ صادرکردیا؟

عقل انگشت بدنداں ہے اسے کیا کہئے ناطقہ سربگریباں ہے کہ اسے کیا کہئے

قادیانیت کا شجرہ خبیثہ ہندوستان میں اٹھا پھراس کی جڑیں پھیل کرپاکستان تک پہنچ گئیں۔اس کی حقیقت کوان دونوں ملکوں کے علماء خوب سمجھتے ہیں۔مخصوص ہستیوں کومستثنیٰ کرکے عام طورپردوسرے ممالک کے علماء اس کے خبث سے بالکل ناواقف یابہت کم واقف ہیں۔اس اعتبار سے بھی شیخ موصوف کے فتوے کی

حیثیت بالکل پست ہو جاتی ہے۔ واقف اور ناواقف کی رائے یکساں نہیں ہوسکتی ’’ھل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون ‘‘خصوصاً جب کہ ناواقف اپنی رائے میں بالکل تنہا بھی ہو اور اس کے مقابل واقفان حال کی بہت بڑی جماعت ہو، بلکہ علماء امت کا اجماع ہو۔

قادیانیوں کا مسئلہ

شیخ شلتوت نے حیات مسیح علیہ السلام کے مسئلہ پر جو بحث کی ہے وہ بالکل لچر اور پوچ ہے اس میں کوئی ندرت بھی نہیں ہے بلکہ مرزائے قادیان آنجہانی اور ان کے متبعین نے اپنے باطل مسلک پر جو دلائل قائم کئے تھے اور جن کا جواب اہل اسلام کی جانب سے بارہا دیا جاچکا ہے۔ وہی شیخ شلتوت نے نقل کر دیئے ہیں۔ ان دلائل کا ضعف اور کمزوری قادیانیوں کو بخوبی معلوم ہے۔ لیکن ان کا مقصد ان کی اشاعت ہے، یہ نہیں ہے کہ اپنے مسلک کو ثابت کرنے کی کوشش کریں۔ وہ بھی خوب سمجھتے ہیں کہ یہ سعی لاحاصل ہوگی اور کوئی سمجھدار آدمی بھی اس عنکبوتی جال میں نہ پھنس سکے گا۔ درحقیقت ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ علماء پاکستان وہند نے ان کے کفر وارتداد کو ظاہر کر کے مسلمانوں میں انہیں جو اچھوت کی پوزیشن دے دی ہے کم ازکم دوسرے ممالک میں جہاں کے مسلمان ان کے ضلال سے ناواقف ہیں وہ اس پوزیشن سے نکل جائیں۔ وہ زمرہ اہل اسلام میں داخل سمجھے جائیں۔ تاکہ اپنی گمراہی وضلال کے خبیث جراثیم مسلمانوں میں پھیلانے اور انہیں قعر ہلاکت میں گرانے کا موقع انہیں نصیب ہوسکے۔ وہ شلتوت سے اپنے مسلمان ہونے کی سند حاصل کرنا چاہتے تھے۔ اس میں وہ کامیاب ہوئے موصوف نادانستہ یا دیدہ ودانستہ ان کے فریب کا شکار ہوگئے اور قرآن وحدیث نیز اجماع امت کے خلاف غلط فتویٰ دے کر خود گمراہ ہوئے اور بہت سے ناواقفوں کی گمراہی کا سبب بنے۔

استفسار کے لئے حیات عیسیٰ علیہ السلام کے مسئلہ کا انتخاب درحقیقت اس فریب انگیزی کا رہین منت ہے۔ کیا قادیانی یہ نہیں جانتے کہ صرف یہ مسئلہ اسلام وقادیانیت کے درمیان اختلاف کی بنیاد نہیں ہے؟ بلکہ بنیادی مسئلہ تو عقیدہ ختم نبوت ہے جس سے انکار کی بناء پر مرزا قادیانی اور ان کے متبعین کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا جاتا ہے۔ اسی طرح خود مرزا قادیانی کا ادعائے نبوت بھی وہ بنیادی مسئلہ ہے جو اسلام اور قادیانیت میں بعد المشرقین پیدا کر دیتا ہے۔

ان مسائل کو چھوڑ کر مسئلہ حیات مسیح کے متعلق سوال اور اس کے غلط جواب کی اشاعت کا اتنا اہتمام صرف اس لئے ہے کہ اپنے کفر کی اصل وجہ کو اس پردے میں چھپا کر مسلمان ہونے کی جعلی سند حاصل کر لی جائے تاکہ ناواقف مسلمانوں کو فریب دے کر گمراہ کیا جاسکے۔ اس کے ساتھ یہ بھی ملحوظ رہے کہ اگر بالفرض کفرض المحال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انتقال ثابت بھی ہو جائے اور یہ بھی ثابت ہو جائے کہ احادیث میں نزول

مسیح سے مراد مثل مسیح کا نزول ہے تو بھی مرزائے قادیان کی نبوت کیسے ثابت ہوجائے گی؟ ختم نبوت کا عقیدہ ثابت ہی اس کے امکان کا خاتمہ کردیتا ہے اور اگر بالفرض کفرض المحال امکان بھی باقی رہے تو مرزا قادیانی کی گندی (مرزا قادیانی کی زندگی کی تصویر مولانا محمد الیاس برنیؒ کی کتاب ''قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ'' اور ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ کی کتاب ''رئیس قادیان'' میں دیکھئے) اور ناپاک زندگی اور ان کے اعمال خبیثہ نبوت تو بڑی چیز ہے نفس اسلام ہی سے کوئی مناسبت نہیں رکھتے ہیں۔

ان کی زندگی سے واقفیت کے بعد بھی جو شخص انہیں نبی کہے اس کی عقل یقیناً مسخ ہوچکی ہے اور اگر اسی حالت پر اس کا خاتمہ ہوجائے تو پورا یقین ہوجائے گا کہ وہ **ختم اللّٰہ علٰی قلوبھم** میں داخل تھا۔

(ماہنامہ دارالعلوم دیوبند جنوری ۱۹۶۷ء ص ۶ تا ۱۱)

قادیانی افسر کو عہدہ سے ہٹانے کا مطالبہ

کرک کے جید علماء مفتیان اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت و جمعیت علماء اسلام کے ذمہ داران نے آئیل اینڈ گیس کمپنی او جی ڈی سی ایل میں تعینات جنرل منیجر سی ایس آر عبدالرازاق خٹک قادیانی کو فوری طور پر عہدے سے ہٹانے کا مطالبہ، عہدے سے نہ ہٹانے کی صورت میں سخت احتجاجی تحریک چلانے پر اتفاق۔

تفصیلات کے مطابق ڈسٹرکٹ پریس کلب میں پرہجوم پریس کانفرنس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا عابد کمال، سابق ایم این اے مفتی اجمل خان، جمعیت علماء اسلام کے حافظ ابن امین، مفتی محمد اعجاز، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لکی مروت کے مولانا محمد ابراہیم ادہمی، حافظ جاوید انور، حاجی محمد اسلم، حاجی حضرت خان، قاری عمر صدیق مولانا سیف الاسلام مولانا محمد یاسین اور دیگر نے پریس کانفرنس کرتے ہوئے کہا کہ پاکستانی آئین کے مطابق قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ان کی تبلیغ پر پابندی جبکہ ملکی کلیدی عہدوں پر تعیناتی پر بھی پابندی ہے مگر اس کے باوجود پاکستانی تیل گیس کمپنی او جی ڈی سی ایل میں جی ایم کے عہدے پر تعینات عبدالرازاق خٹک جو کہ سی ایس آر کا انچارج ہے وہ قادیانی ہے جو کہ پروڈکشن اضلاع کے سوشل سیکٹر فنڈ کو اپنے مذہب اور مزموم مقاصد کے لئے استعمال کررہا ہے جب کہ ٹور کے نام پر طلباء کو ورغلا کر ان کے عقیدے کو خراب کرنے کی کوشش کررہا ہے اور اپنے عہدے کا غلط استعمال کررہا ہے۔ عبدالرازاق خٹک قادیانی کے حوالے سے تمام ثبوت موجود ہیں، اس لئے اعلیٰ حکام سے پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ ان کو اپنے عہدے سے فوری ہٹایا جائے اگر انہیں اپنے عہدے سے نہ ہٹایا گیا تو ہم تیل گیس پیداواری اضلاع میں بہت بڑی احتجاجی تحریک چلائیں گے اور جو بھی نقصان ہوا اسکی ذمہ داری حکومت اور گیس کمپنی پر عائد ہوگی۔

ایک بار پھر قادیانیت ہار گئی، اسلام جیت گیا

مولانا عتیق الرحمٰن سیف

۱۲مئی ۲۰۲۴ء بروز اتوار چکوال کے ایک راہنما صوفی محمد طاہر حسن بھون نے دفتر مرکزیہ ملتان میں رابطہ قائم کیا اور اطلاع دی کہ راولپنڈی بورڈ نے نہم کلاس کی رجسٹریشن کا سلسلہ شروع کیا ہے اس پر ایک مراسلہ، (مراسلہ نمبر 189/24asa) بھی جاری کیا ہے جس کی شق نمبر ۱۰ میں ایک عجیب وغریب اضافہ کیا ہے جس سے قادیانیت نوازی کی بو آتی ہے۔

وہ اضافہ یہ ہے کہ آج تک نہم کلاس کے مسلم طلباء کو اسلامیات لازمی اور ترجمۃ القرآن پڑھایا جاتا تھا، اور غیر مسلم طلباء کو اخلاقیات کے اسباق وغیرہ پڑھائے جاتے تھے۔لیکن اس مرتبہ اس شق میں غیر مسلم طلباء کو مسلم طلباء کا نصاب یعنی اسلامیات لازمی اور ترجمۃ القرآن پڑھنے کا اختیار دیا ہے۔

حقیقت میں یہ خبر پریشان کن تھی اور ایک چال کا حصہ معلوم ہوئی جو کہ قادیانیوں کو مسلمان کا سٹیٹس دینا ہے۔گویا مسلم طلباء اور غیر مسلم طلباء کا امتیاز ختم ہوا چاہتا ہے اور یہی بین الاقوامی قوتوں کی پاکستان میں اس وقت کی پلاننگ ہے۔یعنی قادیانی طلباء کو مسلمان سمجھ کر ترجمۃ القرآن پڑھایا جائے گا حالانکہ اسلام اور آئین پاکستان انہیں غیر مسلم کا سٹیٹس دے چکا ہے۔

یہاں یہ بات واضح رہے کہ ہمارا مقصد کسی کو قرآن کا مطالعہ یا ترجمہ پڑھنے سے روکنا مقصود نہیں بلکہ سرکاری طور پر اس طرح انہیں چھوٹ دے کر مسلم اور غیر مسلم کا امتیاز ختم کر کے آئین کو بے اثر کرنے کے منصوبے کو روکنا ہے۔ہاں اگر وہ اسلام کو سمجھنے کے لئے اس کا آزادانہ طور پر مطالعہ کرنا چاہیں تو کریں۔

ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی اطلاع دی کہ مراسلہ کے جاری ہونے کے فوراً بعد سے قادیانی طلباء کے والدین اس بات پر اصرار کر رہے ہیں کہ ہمارے بچوں کو اسلامیات لازمی اور ترجمۃ القرآن پڑھایا جائے۔کیوں کہ مراسلہ میں آڈر آ گیا ہے کہ غیر مسلم طلباء کو اختیار ہے کہ وہ مسلم طلباء کا نصاب پڑھ سکتے ہیں۔اور ساتھ مراسلہ کی کاپی بھی دکھاتے ہیں۔

دوسری طرف اسی بورڈ کے تحت آن لائن رجسٹریشن بھی چل رہی ہے جس میں مسلم طلباء کے لئے اسلامیات اور ترجمۃ القرآن کا آپشن آرہا ہے اور غیر مسلم طلباء کے لئے اخلاقیات کے مضامین آرہے ہیں۔حالانکہ مراسلہ جاری ہوئے ایک ماہ ہونے کو ہے مراسلہ میں اختیار دیا گیا ہے لیکن آن لائن رجسٹریشن

میں اس پر عمل درآمد نہیں ہوا بلکہ سابقہ طریقہ کے مطابق مسلم طلباء اور غیر مسلم طلباء کا نصاب علیحدہ علیحدہ موجود ہے۔ بطور شواہد کے انہوں نے مراسلہ کی کاپی اور آن لائن رجسٹریشن کے تصاویر ارسال کیں۔

ان تمام چیزوں کو سامنے رکھ کر دفتر مرکزیہ سے ایک درخواست تیار کی گئی جو چیئرمین راولپنڈی بورڈ جناب عدنان خان صاحب، وزیر تعلیم پنجاب جناب رانا سکندر حیات اور سیکرٹری تعلیم پنجاب جناب رانا احتشام صاحب کے نام تھی جس میں مطالبہ کیا گیا کہ ایسی حرکت کرنے والے شخص کے خلاف کارروائی کی جائے اور فی الفور اس شق کو ختم کیا جائے اور مسلم طلباء اور غیر مسلم طلباء کے نصاب کو علیحدہ علیحدہ رکھا جائے۔ یہ درخواست ان تین شخصیات کو بذریعہ رجسٹری ڈاک ارسال کر دی گئی۔

اسی دوران مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کے مبلغ مولانا محمد طیب صاحب اور راولپنڈی کے مبلغ مولانا طارق معاویہ صاحب کو درخواست کی گئی کہ آپ ایک وفد لے کر چیئرمین راولپنڈی بورڈ سے ملاقات کریں اور انہیں اس معاملہ کی سنگینی کی طرف توجہ دلائیں۔

اسی طرح چکوال میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی راہنما مولانا مفتی محمد معاذ صاحب اور ان کے رفقاء نے مقامی طور پر اجلاس طلب کئے اور سکولوں کے پرنسپل حضرات سے ملاقات کا سلسلہ قائم کرنے پر مشاورت ہوئی۔ اور پنڈی ڈیژن کے سرکاری پرائیویٹ سکولز کے دورے اور ان میں پڑھنے والے مسلمان طلباء کے حق پر ڈاکے کے خلاف ایک احتجاجی تحریک کے سلسلے میں بھی مشاورت ہوئی۔

اسی دوران ہی پتوکی عالمی مجلس کے ذمہ داران نے رابطہ قائم کیا اور بتایا کہ وزیر تعلیم جناب سکندر حیات صاحب نے دو دن تک پتوکی آنا ہے۔ ہم ان سے ملاقات کر کے اس معاملہ سے آگاہ کریں گے۔

اگلے دن مولانا محمد طیب صاحب ایک دوسرے کیس کی خاطر (قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد میں قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام کے نام پر فیسٹول رکوانے کے سلسلے میں وہاں جانا طے تھا۔ رانا حسن صاحب کے، ٹی وی، راولپنڈی اور اسلام آباد مجلس کے حضرات کے وفد نے وہاں جا کر وائس چانسلر سے ملاقات کی اور انہیں ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے عقائد اور ملک پاکستان کے متعلق ان کی سوچ وفکر سے آگاہ کیا اور مطالبہ کیا کہ ملک پاکستان کے اور بھی بہت سے سائنسدان ہیں کسی اور کے نام پر فیسٹول منعقد کر لیں۔ لیکن انہوں نے کسی اور سائنسدان کے نام پر کرنے پر انکار کر دیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی لابی سائنس کے نام پر نہیں بلکہ قادیانی لوگوں کی تشہیر کرانے کی کوشش میں تھی۔ جس کے بعد اب الحمدللہ! وہ فیسٹول منسوخ ہو چکا ہے) نہ جا سکے۔ پنڈی کے مبلغ مولانا طارق معاویہ صاحب اپنے جماعتی احباب مولانا سید عثمان علی شاہ، جناب کامران بھٹی وغیرہ کا ایک وفد لے کر بورڈ میں حاضر ہوئے چیئرمین سے ملاقات کی اور انہیں ساری صورت

حال عرض کی اور مسلمانوں کے جذبات سے آگاہ کیا اور درخواست کا پرنٹ ان کے سامنے رکھا۔جس پر ان حضرات کا کہنا تھا کہ آپ کی یہ درخواست بعض ذرائع سے ہم تک پہنچ چکی ہے۔ہم اس پر کام کررہے ہیں۔ شق کے متعلق ان کا کہنا تھا کہ ہمیں اوپر لاہور سے آرڈر آیا ہے۔ ہماری طرف سے کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی بتایا کہ ملک بھر کے تعلیمی اداروں میں یہ ہونے جارہا ہے۔ایک گھنٹہ کی گفت وشنید کے بعد انہوں نے وعدہ کیا کہ آج شام تک بورڈ کی ویب سائٹ سے اس مراسلہ کی شق نمبر۱۰ کو ہٹادیا جائے گا۔آپ بےفکر رہیں۔

دوسری طرف پتوکی کے حضرات نے جب رانا سکندر حیات صاحب سے اس معاملہ میں درخواست کی تو انہوں نے جواب دیا کہ ہمارا اس طرح کا کوئی آرڈر نہیں ہے۔ بلکہ یہ کسی ایک شخص کی شرارت سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے۔

الحمدللہ ۱۶ مئی بروز جمعرات کو جب ویب سائٹ پر چیک کیا گیا تو وہاں نیا مراسلہ موجود تھا پہلے والا موجود نہ تھا۔الحمدللہ اس طرح ایک مرتبہ پھر قادیانیت ہار گئی اور اسلام جیت گیا۔

لیکن اس کے بعد بھی قابل تشویش امراب بھی موجود ہے کہ جن طلباء کی رجسٹریشن آخری مراسلے سے پہلے ہوئی اور ان میں سے غیر مسلم طلباء نے مسلم طلباء کا نصاب اختیار کیا ہے۔کیا وہ امتحان بھی اسی نصاب کا دیں گے یا بورڈ کی طرف سے ان کی رجسٹریشن منسوخ ہوگی اور ان کو نئی رجسٹریشن کرانی پڑے گی؟

اس ساری صورت حال کے بعد اتنی بات ضرور معلوم ہوتی ہے ہمارے اداروں میں چھپے قادیانی اپنی نیچ حرکتوں سے باز نہیں آتے۔ وہ اس طرح کی کارروائی کرتے رہتے ہیں۔اس طرح کی حرکتوں کو رکوانے کے لئے ہمیں بیدار رہنا ہوگا۔اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اخلاص کے ساتھ قادیانیت کا تعاقب کرنے اور انہیں دین اسلام کی دعوت دینے اور اپنی جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین کا دست وبازو بننے کی توفیق فرمائے۔

جناب ندیم احمد خلجی ملتان کو صدمہ

مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان کے کارکن اور معاون خصوصی جناب ندیم احمد خلجی کے بڑے بھائی شکیل احمد خلجی ۲۰ مئی ۲۰۲۴ء کو بقضائے الٰہی سے وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! شکیل احمد خلجی مرحوم کی وفات سے دوماہ قبل ان کا جوان سال فرزند بھی کرنٹ لگنے سے وفات پاگیا تھا۔ادارہ لولاک ندیم احمد خلجی اور جملہ پسماندگان کے غم میں برابر کا شریک ہے اور مرحومین کے لئے دعاگو ہے۔

قادیانیوں سے چند سوالات

قسط نمبر:14　مولانا عتیق الرحمٰن سیف

۵۸..... مرزا قادیانی اپنی کتاب اربعین میں لکھتا ہے کہ ’’گالی دینا اور بدزبانی طریق شرافت نہیں ہے۔‘‘ (اربعین نمبر۴ خزائن ج۱۷ ص۴۷۱)

اور دوسری جگہ لکھا کہ ’’گالیاں دینا کمینوں اور سفلوں کا کام ہے۔‘‘ (ست بچن، خزائن ج۱۰ ص۱۳۳)

اب مرزا اور اس کے ماننے والوں کی کچھ عبارات ملاحظہ فرمائیں، جو بدزبانی پر مشتمل ہیں:

(۱) ’’انّ العدا صاروا خنازیر الغلا. ونسائهم من دونهن الا کلب. دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔ (نجم الہدیٰ صفحہ۵۳ خزائن ج۱۴ ص۵۳)

(۲) ’’تلک کتب ینظر الیها کل مسلم بعین المحبة والمودة و ینتفع من معارفها و یقبلنی و یصدق دعوتی. الا ذریة البغایا الذین ختم اللّٰہ علٰی قلوبهم فهم لا یقبلون (میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے مگر رنڈیوں بدکار عورتوں کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی کہ ان کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے۔) (آئینہ کمالاتِ اسلام ص۵۴۷، ۵۴۸ خزائن ج۵ ص ایضاً)

(۳) قادیانی اخبار حکیم نور الدین کا واقعہ بیان کرتا ہے۔ ’’اللہ تعالیٰ نے فرشتہ الہام سے کہا کہ نور الدین کو سختی کے ساتھ اس کتاب کے پڑھنے سے منع کر دو۔ فرشتہ نے اس اشارہ کو پا کر ایک فقرہ بنایا۔ اور بڑی موٹی گالی دے کر کہا، اس.....دی کتاب نہیں پڑھنی۔‘‘ (الفضل قادیان ج۲۴ ش۹۸ ص۷ کالم۱، ۱۲۳ اکتوبر ۱۹۳۶ء)

اب قادیانیوں سے سوال یہ ہے کہ جب گالی دینا طریق شرافت نہیں اور یہ کمینہ پن اور سفلوں کا کام ہے، تو اپنے مخالفین جو اللہ اور اس کے آخری رسول کا کلمہ پڑھنے والے ہیں ان کے مردوں کو خنزیر اور ان کی عورتوں کو کتیا کہنا کیا ہے؟ اس طرح گالی دینے سے مرزا قادیانی کمینہ ہوا یا نہیں؟ اور جو مرزا قادیانی کی دعوت کو قبول نہ کرے کیا وہ بدکار عورتوں کی اولاد ہے؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو مرزا قادیانی کے بیٹے نے باپ کی دعوت کو قبول نہیں کیا تو کیا مرزا قادیانی کی بیوی بدکارہ عورت ہوئی یا نہ؟ اور اس کو اپنی ماں کہنے والے بزعم مرزا قادیانی بدکار عورت کی روحانی اولاد ہوئے یا نہ؟

۵۹..... اسی طرح قادیانیوں سے یہ بھی سوال ہے کہ قادیانی اخبار میں جو بات ذکر کی گئی ہے کہ فرشتہ نے

گالی دی، کیا گالی اور بڑی موٹی گالی دینا وہ بھی قادیانی نام نہاد خلیفہ کو فرشتہ کی طرف سے عطاء کرنا جائز ہے؟ جب فرشتے کی طرف سے گالی دی گئی تو کیا وہ فرشتہ نہیں جانتا تھا کہ ’’گالی دینا اور بدزبانی طریق شرافت نہیں ہے۔‘‘؟ کیا فرشتے معصوم نہیں ہوتے؟ اگر ہوتے ہیں تو وہ گالی کس طرح نکال سکتے ہیں؟ اور پھر سوال یہ بھی بنتا ہے کہ وہ بڑی موٹی گالی کیا تھی؟ اس بابرکت کلام یا گالی کو ذکر کیوں نہیں کیا گیا؟

۶۰..... حکیم نورالدین کے اس دنیا سے گزرنے کے بعد جب ۱۹۱۴ء میں مرزائیوں میں خلیفہ بننے کی زور آزمائی پر ان کے دو گروپ ہوئے لاہوری مرزائی، قادیانی مرزائی۔ تو اس وقت لاہوری مرزائی محمد علی کے بارے میں قادیانی مرزائی جماعت کے نام نہاد خلیفہ مرزا محمود کیا کہتے تھے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ ’’جناب مولوی صاحب کی گالیوں کی شکایت کہاں تک کی جائے ان کا جوش وغضب ٹھنڈا ہونے میں ہی نہیں آتا ہم ان کی گالیاں سنتے سنتے تھک گئے ہیں مگر وہ گالیاں دیتے دیتے نہیں تھکتے۔ ہر خطبہ گزشتہ خطبہ سے زیادہ تلخ اور طعن آمیز ہوتا ہے۔ بدگوئی اور بدزبانی اب محمد علی صاحب کی عادت ثانیہ بن چکی ہے۔ کوئی بات طعن و تشنیع اور گالی گلوچ کی آمیزش کے سوا کر ہی نہیں سکتے۔‘‘ (الفضل قادیان ج ۲۳ش ۱۲۷ص ۴، کالم ۳، ۲۲ نومبر ۱۹۴۵ء)

اب لاہوری مرزائی جماعت کی عبارت بھی ملاحظہ کریں: ’’خود جناب میاں محمود نے مسجد میں جمعہ کے روز خطبہ میں ہمیں دوزخ کی چلتی پھرتی آگ، دنیا کی بدترین قوم اور سنڈاس پر پڑے ہوئے چھلکے کہا یہ الفاظ اس قدر تکلیف دہ ہیں کہ ان کو سن کر ہی سنڈاس کی بو محسوس ہونے لگتی ہے۔‘‘ (پیغام صلح لاہور، ج ۲۲ش ۳۳ جون ۱۹۳۴ء)

ایک اور عبارت ملاحظہ فرمائیں جس میں مرزا نے اپنے مریدین کو ایک نصیحت کی ہے کہ ’’ہر ایک سختی کو برداشت کرو، ہر ایک گالی کا نرمی سے جواب دو تمہیں چاہیے کہ آریوں کے رشیوں اور بزرگوں کی نسبت ہرگز سختی کے الفاظ استعمال نہ کرو۔‘‘ (نسیم دعوت خزائن ج ۱۹ص ۳۶۴، ۳۶۵)

اب بتائیں قادیانی دونوں گروہوں کا ایک دوسرے کو گالم گلوچ کرنا کیا اخلاقیات ہیں؟ کیا انہیں اپنے مرشد (مرزا قادیانی) کے قول کا پاس ہے یا نہیں؟ دونوں جماعتوں کے سربراہوں کا ایک دوسرے کو اپنے خطبوں میں اس طرح گالیاں دینا کیا یہی مرزا قادیانی کی تربیت تھی جس کا اس کے ماننے والے اپنے طور پر اظہار کر رہے ہیں؟ اور پھر مرزا قادیانی نے اپنے مریدوں کو سختی برداشت کرنے کا کہا ہے، گالی کا جواب نرمی سے دینے کا کہا ہے، آریوں کے بزرگوں کے متعلق سختی کے الفاظ سے روکا ہے، تو جب سربراہ سختی برداشت نہیں کر رہے ہے تو عوام کہاں کرے گی؟ کیا گالی کا جواب نرمی سے دینے کا مطلب یہی ہے کہ ایک گالی دے تو دوسرا بھی گالی دے؟ کیا آریوں کے بزرگوں کو تو نرم الفاظ سے بات کرنے کا کہا جائے اور اپنے بڑے ایک دوسرے کو ہی نرم الفاظ میں کوئی بات نہ کرسکیں؟ کیا یہی قادیانیت کے اخلاق ہیں؟ اگر یہی ہیں تو ایسے اخلاق سے پناہِ خدا!

مرزا قادیانی کی جانچ کے چار بنیادی اصول

آخری قسط

غلام الثقلین، ایڈیٹر اخبار عصر جدید

مضمون دیگر عصر جدید

سال گزشتہ میں قادیانی تحریک کے عنوان سے ہم نے ایک مضمون ہند کے ایک جدید مسیح کے متعلق لکھا تھا۔جس کا اثر جماعت کے بعض ارکان پر اچھا پڑا۔ چند مضامین جواب کے نام سے مسیح قادیانی کے بعض پیروؤں نے اس زمانہ میں شائع کئے تھے۔جن میں سے دو مضامین کا ذکر اکتوبر ۱۹۰۵ء کے عصر جدید میں کیا جاچکا ہے۔ان میں سے ایک تو قابل جواب ہی نہ تھا اور دوسرا یعنی خواجہ کمال الدین مرزائی کا مضمون تمہید ہی میں رہا اور باوجود وعدہ آگے نہ بڑھا سکے۔اس جماعت کے لیڈر قوم اور مخدوم الملت یعنی عبدالکریم سیالکوٹی آنجہانی جیسا کہ ان کے زمانہ بیماری کے ملفوظات سے ظاہر ہوتا ہے۔ہمارے مضمون کا جواب نہ دے سکنے کا داغ حسرت اپنے ساتھ لے گئے: ؎ اے بسا خانہ دشمن کہ تو ویران کردی

مگر اسی زمانہ میں ریویو آف ریلیجنز کے قابل ایڈیٹر مسٹر محمد علی لاہوری ایم.اے نے ایک مضمون اپنے رسالہ میں بعنوان ایک نیا معترض شائع کیا تھا۔مگر یہ رسالہ ہمارے پاس نہیں بھیجا گیا۔چند ماہ ہوئے ہم نے اس ریویو کے پرانے پرچے منگوائے تو یہ مضمون نظر پڑا اور اب اس کے متعلق مختصر رائے دینا اس لئے ضروری ہے کہ صاحب مضمون نے کئی جگہ ہم سے یہ سوال کیا ہے کہ ہم سچے اور جھوٹے مدعی کا نشان بتائیں۔ اس کے متعلق ایڈیٹر موصوف نے خود ایک نشان پیش کیا ہے۔جو ٹھیٹ ہندی میں اس طرح بیان ہوسکتا ہے کہ: ’’چلتی کا نام گاڑی‘‘ اور اس کا ثبوت صاحب موصوف نے اس آیت مبارکہ سے اخذ کیا ہے۔’’انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیٰوۃ الدنیا (المؤمن:۵۱)‘‘یعنی ہم بے شک مدد کرتے ہیں اس دنیاوی زندگی میں اپنے رسولوں کی اور ان آدمیوں کی جو ایمان لاتے ہیں۔

اور اس آیت سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ چونکہ مرزا قادیانی کا کام روبہ ترقی ہے اور مزید بڑھتے جاتے ہیں اس لئے وہ یقیناً سچے مسیح ہیں۔

آیت مذکورہ بالا کے علاوہ اسی مضمون کی اور بھی آیات قرآن شریف میں موجود ہیں اور اگر ان آیتوں کا وہی مطلب ہے جو مسٹر محمد علی لاہوری اور دیگر مرزائیوں نے سمجھا ہے اور امداد الٰہی کے یہی معنی ہیں کہ کسی مدعی کی دولت یا مریدوں کی تعداد میں زیادتی ہو تو ہم ایک لمحہ کے لئے مرزا قادیانی کے ابتدائی دعویٰ

سے لے کر انتہائی الہام تک بلادلیل وحجت ماننے پر آمادہ ہیں۔ بشرطیکہ وہ ان دو باتوں کو جو بطور امور تنقیح طلب کے ہم نے اوپر لکھے ہیں۔قرآن یا عقل یا ہر دو سے ثابت کر دیں۔

ہم کو یہ معلوم ہے کہ عبدالکریم سیالکوٹی مرزائی نے سرطان کا پھوڑا نکلنے سے قبل جو آخری مضمون ''الحکم'' میں شائع کیا تھا وہ زیادہ تر اسی آیت مذکورہ کے غلط معنی پر مبنی تھا اور اسی غلط تفسیر کی وجہ سے متوفی نے ائمہ اہل بیت کی نسبت نہایت گستاخانہ الفاظ لکھے تھے۔ یہاں تک کہ ان کو ''بت نانہجار'' کہنے میں اس شخص کی دریدہ دہنی نے تأمل نہیں کیا تھا اور وجہ اس کی یہی ظاہر کی تھی کہ خدا نے ان کو ہمیشہ ''ناکامیاب'' اور ''خاسر'' اور ''مغضوب علیہم'' رکھا اور ان کے مخالفوں کی مدد کی۔اس زمانہ میں میرے ایک لائق دوست نے بذریعہ تحریر نہایت ہمدردی کے ساتھ فرقہ قادیانی کے اس رکن رکین کو ایک طویل تحریر لکھی تھی جس میں ظاہر کیا تھا کہ اگر اس شخص کا یہی عقیدہ رہا تو بموجب کلام مجید اس کا انجام انتہاء درجہ کا کفر وگمراہی میں ہوگا۔ جو بے شمار آیات اس تحریر میں درج کی گئی تھیں۔ان کے بیان کا یہ موقع نہیں ہے۔مگر چند متواتر اور نہایت کثرت سے بیان کئے ہوئے قرآنی یا متواتر قصص کی طرف ہم ایڈیٹر ''ریویو آف ریلیجنز'' کو متوجہ کرنا چاہتے ہیں اور ہم اصرار کے ساتھ مطالب کا جواب چاہتے ہیں۔

خدا نے بیان کیا ہے کہ ہم نے انسان کو صرف عبادت واطاعت کے لئے پیدا کیا ہے اور شیطان نے خدا کی عزت کی قسم کھائی ہے کہ وہ سب کو گمراہ کر دے گا۔''**الا عبادک منہم المخلصین (الحجر:۴۰)**'' مگر صرف تیرے خاص بندوں کو، خدا نے دوسری جگہ کہا ہے:''**ولقد صدق علیہم ابلیس ظنہ (سبا:۲۰)**'' شیطان نے اپنے اس خیال کو سچا کر دکھایا۔اب قادیانی فرقہ بتائیں کہ کون قابل اطاعت اور لائق پرستش ہے؟ خدا، یا ابلیس؟ اور اس دنیا میں کس کی اطاعت کرنے والے زیادہ ہیں؟

۲...... بنی اسرائیل کی عورتوں کو چھوڑ کر فرعون اور قوم فرعون ان کے بچوں کو قتل کر دیتی تھی اور اس نسبت قرآن مجید میں کہا گیا ہے:''**وفی ذالک بلاء من ربکم عظیم (الاعراف:۱۴۱)**''پس حکماء سلسلہ قادیانیہ جواب دیں کہ طریقہ فرعون حق پر تھا یا ملت ابراہیمی، اور قتل ہونے والوں کی اس زندگی میں خدا نے کیا مدد کی؟

۳...... بقول مرزا قادیانی مسیح علیہ السلام مصلوب ہوئے اور یہود نے فتح حاصل کی ان دونوں میں کون حق پر تھا اور کس کی اطاعت کا خدا نے حکم دیا ہے؟

۴...... خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم اور سبطین رضی اللہ عنہما میں سے منجملہ چھ کے پانچ نفس دشمنوں کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے۔ اس صورت میں حیات دنیا میں ان کی کیا مدد خدا نے کی؟ جب کہ اس نے وعدہ کیا ہے:''**کان حقا علینا نصر المؤمنین (الروم:۴۷)**''ان چند مثالوں سے ہم نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اگر مرزائیوں کی تفسیر صحیح ہے تو دنیا میں اکثر ظالم، فاجر، بدکار، فاسق، جھوٹے، قابل اطاعت اور خدا کے سچے رسول مامور اور مومن

ہیں اور سب کو انہیں کی پیروی کرنی چاہئے۔ اگر یہ معنے صحیح ہیں (اور جاہلوں کو بہکانے کے واسطے کوئی اخبار یا رسالہ یا کتاب قادیانی جماعت کی ایسی نہیں نکلتی جس میں نشان کامیابی پر زور نہیں دیا جاتا) تو قرآن شریف کی باقی تعلیم اخلاق وصبر وتحمل وتقویٰ وغیرہ کی فضول اور بیکار ہے۔

اگر دنیاوی کامیابی معیار حق وباطل کا ہے تو یہ نشان جس پر اس قدر زور دیا جاتا ہے ایک خوفناک گمراہی اور ایک ہولناک غار ہے۔ پس آیت قرآنی کے ہرگز وہ معنی نہیں ہیں جو مرزا قادیانی یا حکیم نورالدین قادیانی لیتے ہیں۔ شاید یہ کہا جائے کہ نشان بالا صرف مامور من اللہ کے ساتھ خاص یعنی جو شخص خدا کی طرف سے مرسل ہونے کا دعویٰ کرے اور اس کو کامیابی ہو تو وہ شخص جھوٹا نہیں ہوسکتا اور ہم بھی یہ خیال کرتے ہیں کہ آیت: ''**لو تقول علینا بعض الاقاویل (الحاقه: ۴۴)**'' سے مدد لے کر یہی معنے پہنائے جائیں گے۔ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ اے محمد ﷺ! اگر تو ہماری طرف غلط باتیں منسوب کرے تو ہم تیری گرفت کرلیں گے اور رگ گردن تیری منقطع کردیں گے۔ اس آیت کے معنی بیان کرنے میں بھی یا تو حد درجہ کا دھوکا دیا جاتا ہے یا انتہاء درجہ کی سادہ لوحی برتی جاتی ہے۔ دعویٰ صرف اس قدر ہے کہ اگر سچا پیغمبر (بفرض محال) جھوٹے الہام بنانے لگے تو اس کو سخت سزا ملے گی۔ اس سے اگر یہ لازم بھی آئے کہ اس دنیا میں سزا ملے گی تو یہ کہاں سے لازم آیا کہ جھوٹے پیغمبر کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوگا یا جس کے ساتھ ایسا سلوک ہو وہ جھوٹا پیغمبر ہے؟ ''**یقتلون الانبیاء بغیر الحق (البقره: ۶۱)**'' (نبیوں کو بلاوجہ قتل کرتے ہیں) اس آیت کی تاویل سادہ لوحوں کے سمجھانے کے لئے ممکن ہے۔ مگر تاریخی تواتر ومذہبی شہادت اور تمام دنیا کے اجماع کو باطل کرنا کہ حضرت زکریا علیہ السلام یا حضرت یحییٰ علیہ السلام شہید نہیں ہوئے۔ ایک ایسا جرأت کا کام ہے جس کے سامنے دہلی کے ایک مرزا کا دعویٰ بھی کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید نہیں ہوئے۔ پھیکا اور ہلکا معلوم ہوتا ہے۔ پس آیت مذکورہ سے یہ نتیجہ نکالنا کہ جو شخص جھوٹا دعویٰ کرے وہ جلد ہلاک ہو جاتا ہے۔ کسی صحیح عقل اور متعارف منطق کے رو سے نہیں چل سکتا اور اس سے یہ بھی نتیجہ نکلے گا کہ دنیا میں نہ کوئی جھوٹا مذہب چلا ہے اور نہ چل سکتا ہے۔

حالانکہ جھوٹے سلسلے ہمیشہ موجود رہے ہیں اور اب بھی ہر مذہب میں موجود ہیں اور مدت تک ان کے بانی رونق کے ساتھ رہے اور عزت کے ساتھ مرے۔

ہم نے اس مختصر مضمون میں ابھی تک مسٹر محمد علی لاہوری بلکہ کل فرقہ مرزائیہ کی عمدہ ترین دلیل کو جس پر انہیں بہت ناز ہے مخزن اور منبع تمام خرابیوں اور فسادات کا ثابت کیا ہے۔ لیکن دو باتیں بتانی اور باقی ہیں:

۱...... اوّل یہ کہ آیت مذکورہ کے اصل معنی کیا ہیں۔ ۲...... یہ کہ سچے اور جھوٹے میں امتیازی نشان کیا ہے۔

مگر ان ہر دو مباحث کو ہم اس وقت اس لئے ملتوی کرتے ہیں کہ اوّل ایڈیٹر ''ریویو آف ریلیجنز'' اپنے اس امتیازی نشان کو واپس لیں اور آیت مذکورہ کے معنی سمجھنے میں استفادہ کے خواہشمند ہوں۔ اگر وہ کسی تعلیم یافتہ

اور بے لاگ جیوری کو جسے وہ خود غیر مرزائیوں میں سے منتخب کریں یہ یقین دلاسکیں کہ جو امتیازی نشان انہوں نے مقرر کیا ہے وہ قابل قبول ہے یا ان کے بتائے ہوئے معنے قرآن کی آیات کو ملانے سے نکلتے ہیں کہ جو مذہب چل جائے وہ ضرور سچا ہے۔ تب ہم کو دوسرے تنقیحات پر بحث کرنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ لیکن اگر وہ اپنے دعویٰ سے عاجز ہوں تو ہم کسی آئندہ تحریر میں اس بحث کے باقی حصے کو ہدیہ ناظرین کریں گے۔ اگرچہ اس نمبر میں ہم اس مضمون پر مفصل بحث نہیں کریں گے۔ مگر بطور مشورہ حکیم نورالدین قادیانی اور محمد علی قادیانی سے عرض کریں گے کہ حیات دنیا کی امداد کے وعدے کی تفسیر اور توضیح کرنے سے پہلے وہ اس آیت کو بھی اپنے سامنے رکھیں۔

’’**کلما جاء هم رسول بما لا تهوىٰ انفسكم استكبرتم ففريقا كذبتم وفريقا تقتلون** (البقرہ:۸۷) ‘‘جس وقت کوئی رسول ان کی نفسانی خواہش کے خلاف آیا تو ایک گروہ کو انہوں نے جھٹلایا اور ایک گروہ کو قتل کیا۔

دوسرے ان آیات پر غور کریں جہاں کافروں اور بدکاروں کو اس دنیا میں مہلت دینے کا ذکر ہے اور یہاں تک لکھا ہے کہ لوگ دھوکے میں نہ پڑ جاتے تو کفار کے مکانوں کی چھتیں ہم سونے چاندی کی کر دیتے اور وہ اس پر بھی غور کریں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی بے ادبی بمقابل مرزا قادیانی کے اس وجہ سے الحکم اور متوفی سیالکوٹی نے بارہا کی ہے کہ ان کے مددگار کم تھے۔ اس سے قادیانی جماعت کی قوت ایمانی اور خوف خدا کا پتہ کہاں تک چلتا ہے اور کیوں ہم ان کے سلسلہ کو محض اس وجہ سے مسیحی سلسلہ سے بہتر سمجھ لیں؟ کہ گورنمنٹ انگریزی بہ نسبت رومیوں کے زیادہ فیاض طبع اور عادل ہے اور مدعیان مذہب کو سخت سزائیں نہیں دیتی۔ (غلام الثقلین)

ضمیمہ: خواجہ غلام ثقلین صاحب کا یہ مضمون چونکہ نہایت متانت اور تہذیب اور انصاف سے لکھا گیا ہے۔ اس لئے عصر جدید سے اس مضمون کو علیحدہ کر کے طبع کرایا گیا۔ خواجہ صاحب کے اس مضمون کی زیادہ تحقیق اور تفصیل رسالہ عبرت خیز اور فیصلہ آسمانی حصہ دوم میں ص۱۳ سے ۸۰ تک ہے۔ ناظرین اسے دیکھیں۔ ان دونوں رسالوں میں تاریخی تواتر اور آیات قرآنی سے ثابت کیا ہے کہ دنیا میں نبی ایسے بھی ہوئے ہیں جو قتل کئے گئے۔ سخت سے سخت مصیبت میں مبتلا رہے۔ ہر قسم کی تکلیفیں اٹھائیں۔ اس کے خلاف بہت جھوٹے مدعیان نبوت اور کافر۔ فاسق، عمر بھر راحت اور چین کی زندگی بسر کرتے رہے اور کرتے ہیں اور ایمانداروں سے زیادہ عیش وآرام میں ہیں۔ بلکہ ان میں سے ایسے بھی ہوئے جنہیں تمام عمر کبھی سر میں درد بھی نہ ہوا۔ ان دونوں باتوں سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ دنیا کی راحت اور عیش وآرام سچوں کی فلاح اور کامیابی کا معیار ہرگز نہیں ہوسکتا۔ ’’**وما متاع الحيوٰة الدنيا الا غرورا** ‘‘اس پر وہی فخر کرسکتا ہے جس کا مقصد اعلیٰ صرف دنیا ہو۔ ان دونوں رسالوں کو دیکھنے کے بعد قادیانی جماعت کی ایک اعلیٰ قابل ناز وفخر دلیل بیکار ہو جاتی ہے اور رسالہ معیار المسیح دیکھنے سے مرزا غلام احمد قادیانی کی کامیابی کی حقیقت بھی کھلتی ہے۔ فقط!

قادیانیوں کی قانونی حیثیت

قسط نمبر:12　　جناب رفیق گوریجہ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

گستاخانِ اللہ اور رسول مقبول ﷺ اپنے وطن کے مسلمان اور غیر مسلم شہریوں غیر اسلامی ملک کے مسلمان اور غیر مسلم شہریوں، مختلف حالات اور مختلف اوقات اور مختلف ممالکِ اسلامیہ وغیر اسلامیہ میں الگ الگ طور پر متعلقہ قوانین کی روشنی میں دیکھا جانا ضروری ہے۔ بہرحال اگر موجودہ قوانین میں اس کے بارہ میں کوئی خلا پایا جائے، یا مزید کسی قانون سازی کی ضرورت محسوس ہو، تو ریاست کی ذمہ داری ہے کہ اپنی پہلی فرصت میں ایسے اشخاص کے پرسنل لاء اگر کوئی ہو کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان سے مناسب صلاح ومشورہ کے بعد اسلامی نظریاتی کونسل کو اعتماد میں لے کر، ضروری قانون سازی کی جائے۔

اقلیتیں اور مذہبی آزادی

ابھی یہ مضمون زیر تکمیل تھا کہ میڈیا میں ایک رپورٹ بابت آزادی مذہب ایک خبر کی صورت میں پڑھی، ان سطور میں اس کا جائزہ لیا گیا ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے ایک بار پھر وہی گھسے پٹے الزامات اور قادیانیت کی مظلومیت کا چرچا اور نام نہاد مذہبی آزادی کی خلاف ورزی کا واویلہ، ’’امریکی مذہبی آزادی رپورٹ‘‘ کی آڑ میں ناجوازاً اُچھالا گیا ہے۔ دیگر مطالبات کے علاوہ ایک مضحکہ خیز مطالبہ کہ ’’توہین مذہب اور قادیانی مخالف قوانین ختم کئے جائیں‘‘ کیا جارہا ہے کیا یہ پاکستان کے اندرونی معاملات میں کھلی مداخلت نہیں؟ یہ مطالبات کس قانون اور ضابطے کے تحت جائز ہیں؟ شاید انہیں معلوم نہیں کہ مسلمانوں نے پاکستان اسلام کے نام پر اپنے علیحدہ ملک کے طور پر حاصل کیا ہے اور اس کے آئین میں اسلام کو مملکت پاکستان کا مذہب قرار دیا گیا ہے۔ کیا کبھی سوچا گیا، ایسے مذموم مطالبات کرنے والے اور ان کے تائید کنندگان کون ہیں اور ان کے پسِ پشت عزائم کیا ہیں؟ کیا یہ قادیانیوں اور ان کے ہم نواؤں کو شہ دینے والی بات نہیں کہ وہ اسلام کی بنیادی تعلیمات اور مسلمانوں کے عقائد کو اپنی مرضی سے مسخ کریں اور وہ اس کے لئے کسی کو جواب دہ بھی نہ ہوں، کون سا بین الاقوامی ضابطہ اور قانون اس کی اجازت دیتا ہے۔ قادیانیوں کے مرتبہ اور حیثیت کے بارہ میں سیر حاصل گفتگو ہو چکی ہے، یہ بات قادیانیوں کو سمجھانے کی ہے کہ انہیں اپنے مقابل مسلمانوں کی بہت بھاری اکثریت کے ایمان اور عقیدہ کی توہین نہیں کرنی چاہئے، جو کہ وہ صدیوں سے اپنائے ہوئے ہیں۔

قادیانیت اس زمانہ کا نوساختہ مذہب ہے، جسے اس کے موجد خود، اور اس کے پیروکار اسے ایک

الگ مذہب سمجھتے ہیں اور اسی بنا پر مسلمانوں کو اپنا ہم مذہب نہیں گردانتے، اور نہ صرف اتنا ہی، مسلمانوں کے دین، ایمان اور عقیدہ پر براہ راست حملہ آور ہوتے ہیں۔ کیا ان کے ناجائز مذہبی حملوں کا تدارک مسلمانوں کا حق نہیں ہے؟ وہ کون سا ملک ہے جو اپنی واضح اکثریتی دینی، مذہبی، سیاسی، ثقافتی اقدار کا محافظ نہیں۔ کیا بھارت میں کسی مسلمان، یہودی، عیسائی یا کسی بھی اور شخص کو اجازت ہے کہ وہ گائے کو کھلے عام ذبح کر سکے، کیا اس سے ان کے حقوق پر زد نہیں پڑتی۔ اسلام میں تو گائے کا ذبیحہ ایک عبادت قربانی کے حصہ کے طور پر علاوہ عام خوراک کے، جائز اور حلال ہے۔ یہ اس لئے کہ بھارت میں رہنے والے اکثریتی ہندوؤں کا مذہب اس کی اجازت نہیں دیتا۔ کیا عیسائی، ویٹا کن، عیسائی یورپ، یہودی اور اسرائیل اپنے بنیادی عقیدہ اور مذہبی اقدار پر کسی کو حملہ آور ہونے کی اجازت دیتے ہیں۔ کیا پورے یورپ میں کسی شخص کو اس کی اجازت ہے کہ وہ ہولوکاسٹ اور عیسائی اقدار کے منافی کوئی عمل یا بات کر سکے۔ کیا امریکہ میں کمیونزم کی ترویج وترقی کی اجازت ہے۔ ایسی ہی دنیا بھر میں بے شمار مثالیں ہیں۔ صرف پاکستان اور اس کے باوقار مسلمان شہریوں سے الگ سلوک کیوں، اور کس لئے؟ قادیانیوں کی ناز برداریاں، اور وہ بھی ناجائز۔ دنیا بھر کے مسلمانوں کے مقابل کیوں؟ کس لئے؟ اور کن خدمات کے عوض؟

یک طرفہ مذہبی آزادی، رواداری

کیا مسلمانوں کی حد تک، آزادیٔ مذہب کا مقصد مد مقابل مذہب کی بیخ کنی، اس کی تعلیمات کو مسخ کرنا۔ اور اس طرح سے مجبور و مقہور کرنا کہ وہ اپنا دین، مذہب ترک کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ کس عالمی قانون اور اخلاقی ضابطے کے مطابق ہے، ایسا رویہ سراسر اسلام دشمنی اور مسلمانوں کے ساتھ بغض و عناد کا مظہر ہے۔ جو لوگ ایسی نیت رکھتے ہیں اور ایسی مذموم خواہش کی تکمیل چاہتے ہیں، ان شاءاللہ ان کی یہ حسرت نہ پوری ہوئی ہے اور نہ آئندہ قیامت تک پوری ہوگی۔ ان کا اپنے مذہب کے بارے میں کیا خیال ہے؟ کیا صرف انہیں ہی پتھر مارنے کا حق ہے، اور وہ بھی اس طرح کہ مخالف (مسلمانوں) کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے جائیں۔ کیا یہ کھلم کھلا بقائے باہمی کے اصولوں کے منافی نہیں؟ طرفین میں سے کسی ایک کی ناجائز حمایت سے اسلام کا تو کچھ نہ بگاڑ سکیں گے، لیکن ایک بات جو وقت نے ثابت کی ہے وہ یہ کہ ایسے یکطرفہ اور معاندانہ رویے معاشرے کے امن وسکون کو تہہ و بالا کر دیتے ہیں، امن و بھائی چارے کی جگہ نفرت، حقارت، بے ادبی، معاشرتی انتشار، عدم برداشت اور مختلف قسم کی دشمنیاں لے لیتی ہیں۔ یکطرفہ رویہ کسی بھی بنیاد پر، چاہے وہ ثقافتی، معاشرتی، اقتصادی، سیاسی، مذہبی یا کسی اور مخصوص نظریہ کی بناء پر ہو، کبھی تادیر قائم نہیں رہتا، ایسے تمام لوگ یا گروہ، اگر کسی ایک خطہ میں، اکثریتی گروہ ہیں، تو کسی دوسری جگہ پر وہی گروہ اقلیت میں بھی ہے۔

آزادیٔ مذہب یا آزادیٔ فکر کا یہ مقصد اور منشاء نہیں، کہ اقلیتی گروہ، اکثریتی لوگوں کا احترام نہ کریں اور ان کو اکثریت کی بنا پر حاصل ہونے کے جو فوائد ہیں، انہیں حاصل نہ کرنے دیا جائے، اور انہیں ناجوازاً اس سے محروم کردیا جائے۔ اس قسم کی سوچ، جمہوریت اور شہری آزادیوں کی دشمن ہی نہیں، بلکہ مستقل معاشرتی بگاڑ، ناانصافی، عدم رواداری، ناانصافی، غیر قانونی اور غیر اخلاقی جدوجہد، اور رویوں کا باعث بنتی ہے۔

اِکا دُکا واقعات کم و بیش ہر ملک اور سرزمین پر سرزد ہوتے رہتے ہیں، یہ عمومی رائے قائم کرنے کے لئے کافی نہیں ہوتے، ایسے معاملات کو غیر معمولی اہمیت دے کر تشہیر کرنا، نامناسب رویوں کو جنم دیتے ہیں۔ ایسے معاملات میں فریقین اور ان کے بہی خواہوں کو انصاف کے حصول کے لئے مروجہ عدالتی طریقوں کے مطابق جدوجہد کرنی چاہئے۔

قادیانی اگر اپنی حدود و قیود میں رہیں، تو کوئی مسئلہ نہیں۔ بات تب ہی بگڑتی ہے جب انتہائی قلیل گمراہ اقلیت، ازخود یا کسی کی شہ پر مسلمانانِ عالم کی بہت بھاری اکثریت کو للکارتی ہے اور ان کے حقوق پر ڈاکہ ڈالتی ہے۔ متنازعہ قرارداد مسلمانوں سے امتیازی سلوک کی آئینہ دار ہے، ایسا کیوں؟ مسلمانوں نے جو ملک (پاکستان) اپنے لئے اور اپنے مذہب پر آزادانہ عمل کرنے کے لئے حاصل کیا ہے، اس کے خلاف اور منافی مطالبہ، اور وہ بھی چند گمراہ افراد کے ٹولے کی جانب سے، انتہائی ناقابل قبول ہے۔ تحریک آزادیٔ ہند اور ساتھ ہی تحریک پاکستان، جو مسلمانوں کے لئے الگ وطن کی طلب گار تھی۔ میں کیا کسی قادیانی نے کوئی قابل ذکر کردار ادا کیا تھا؟ کیا قادیانی کسی معاہدہ کے تحت پاکستان آئے تھے؟ بالکل نہیں۔ مسلمان اور قادیانی ایک دوسرے کے مذاہب سے مکمل طور پر آگاہ تھے۔ جیسا کہ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں۔ قیام پاکستان سے پہلے اور بعد میں مسلمانوں کا مؤقف مسلسل یہ رہا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکار، اپنے عقائد کی بناء پر، مرتد اور کافر ہیں۔ قادیانی بھی مسلمانوں اور تمام غیر قادیانی اشخاص کو کافر سمجھتے اور کہتے ہیں۔

ایک ہی نام سے دو مختلف اور متضاد خیالات کے حامل مذاہب کا وجود، مسلسل ہنگامہ آرائی اور معاشرہ میں عدم توازن کا باعث ہوگا، اور ایسا ہی ہے۔ قادیانیوں نے اپنے خودساختہ مذہب کو ''احمدیہ'' کا نام دیا ہے۔ قادیانیوں نے اپنی جانب سے باؤنڈری کمیشن میں جو زبانی اور تحریری موقف پیش کیا اس میں اپنے لئے ''احمدیہ'' اور مسلمانوں کے لئے لفظ مسلم استعمال کیا ہے۔ باؤنڈری کمیشن کی کارروائی میں ان کی تعداد اور مختلف علاقوں کی آبادی کا مذہبی بنیاد پر جو تجزیہ کیا گیا ہے اس میں بھی قادیانیوں کی الگ شناخت کے لئے ''احمدیہ'' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور اس کے بالمقابل مسلمانوں کے لئے لفظ ''مسلم'' استعمال کیا ہے۔

اس سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ قادیانی اپنی مذہبی شناخت کے لئے صرف لفظ

احمدیہ تک محدود رہے۔ جیسے کہ بہا اللہ وغیرہ کے پیروکار بہائی وغیرہ۔ سال ۱۹۵۳ء میں اینٹی قادیانی موومنٹ کے بعد، اور خاص کر آئینی ترمیم کے بعد قادیانیوں نے جعلی عکس ڈالنے اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے اپنے خودساختہ مذہبی نام احمدیہ کے ساتھ مسلمانوں اور اسلام جیسے الفاظ کو شامل کرنا شروع کردیا۔ جو مسلمانوں کے لئے ناقابل قبول اور ناقابل برداشت تھا۔ بالآخر آئینی ترمیم اور تعزیرات پاکستان میں ضروری ترامیم کے بعد اس کا اُصولی طور پر سدباب ہوگیا ہے، مگر عملی طور پر بہت سا کام کرنا ابھی باقی ہے۔ برطانوی سرکار کی چھتری ہٹ جانے کے بعد اب انہیں مسلمانوں کے ایمان کی سچی اور کھری صورت، ان کی جاندار حقیقت، اور مسلمانوں کی اجتماعی قوت کا مقابلہ کرنا مشکل ہو رہا ہے۔ مسلمانوں کی اصل حقیقت کے سامنے آنے کے بعد، قادیانی چربہ مذہب ایسے کھوٹے سکے کی صورت اختیار کر چکا ہے کہ جسے کباڑیہ بھی خرید کرنے کو تیار نہیں ہے۔ جیسے ہی کسی قادیانی کو صحیح صورت حال کا ادراک ہو جاتا ہے وہ اپنی اصل کی جانب آنے میں دیر نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی اپنے دین کی طرف واپسی کو آسان اور ہر طرح کے شر سے محفوظ فرمائے۔

اگر قادیانی ہٹ دھرمی کے ساتھ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کریں گے اور اپنے عقائد کو ناجائز طور پر مسلمانوں کے عقائد کے طور پر مشتہر اور معروف کریں گے تو اسلامی ریاست اور اس کی رعایا جو کہ قادیانیوں کو غیر مسلم سمجھتے ہیں، کی ایسی سرگرمیوں کو بغیر مواخذے کے چھوڑ نہیں سکتے ہیں۔ کیونکہ دوسری صورت میں یہ ریاستی رٹ کی ناکامی اور غیر مؤثر ہونے کی بدترین مثال ہوگی۔ قادیانیوں کا طرزِ عمل پنجابی کی اس کہاوت کی طرح ہے کہ ''آپیئے کرن شرارتاں تے آپیئے تھانے جان''۔ اسی محاورہ کو اُردو زبان میں یوں بیان کیا گیا ہے: ''آگ لگا کے پانی کو دوڑنا'' انگریزی میں اس کو اس طرح لکھا گیا ہے:

To pretend to appeasa Quarrel which one has purposely excited

کیا کبھی کسی نے قادیانیوں سے پوچھا کہ وہ غیر قادیانیوں کو کیا سمجھتے ہیں؟ اگر وہ خود ہی اس بات کے دعوے دار ہیں کہ قادیانیت مسلمانوں سے الگ اور مختلف مذہب ہے، تو تاریخی، مذہبی، ثقافتی اور معاشرتی طور پر چونکہ مسلمان، اسلام کو اپنا دین، اور اس سے منسوب تمام تر شعائر، ضروریاتِ دین کے نام، روزمرہ کے معاملات میں اسلامی عنوانات، اصطلاحات، تراکیب اور دعائیہ کلمات جنہیں مسلمان صدیوں سے استعمال کرتے چلے آرہے ہیں وہ فقط انہی کا حق ہے۔ جدید خودساختہ مذہب اور اس کے پیروکاروں کو انہیں مسلمانوں سے چھیننے اور خود استعمال کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

اس کا ایک سیاسی پہلو بھی ہے، جس قادیانی کو بیرون ملک آباد ہونا ہوتا ہے (خواہ وہ کسی وجہ سے ہو (وہ قادیانیت کی آڑ لے کر، خود کو مظلوم ظاہر کرتا ہے اور اس بناء پر اپنے مفادات آسانی سے حاصل کر لیتا ہے، کیونکہ وہاں اُن کے مطالبات کو ناجائز پذیرائی ملتی ہے۔

جاری ہے!!

سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس ایبٹ آباد

جناب محمد ساجد اعوان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ فاروق اعظمؓ کے زیرِ انتظام تیسری سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس عید گاہ اپر ملک پورہ ایبٹ آباد میں ۱۲ مئی ۲۰۲۴ء کو ایک بجے تا مغرب بڑی شان وشوکت سے منعقد ہوئی۔ نقابت کے فرائض مولانا مفتی نور الحق نے سرانجام دیئے۔ تلاوت کلام پاک کی سعادت قاری شان الٰہی نے حاصل کی۔ شاعر ختم نبوت جناب محمد وسیم شہزاد اور صدر بزم حسان ضلع ایبٹ آباد حضرت مولانا محمد اسماعیل تنولی نے کلام پیش کئے۔ مولانا سید مبشر حسین شاہ کے بیان کے علاوہ حضرت مولانا نور محمد ہزاروی سرگودھا نے تحریک ختم نبوت کے تینوں ادوار ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء، ۱۹۸۴ء پر سیر حاصل گفتگو کی۔

بعد ازاں دوسرے مہمان خصوصی مجاہد ختم نبوت بطل حریت علامہ قاری اکرام الحق مردان کو نعروں کی گونج میں خطاب کی دعوت دی گئی۔ مولانا اکرام الحق نے تفصیل سے واشگاف الفاظ وانداز میں قادیانیت کے دجل وفریب اور چال بازیوں کو واضح فرمایا اور مرزائیت کے مکروہ چہرے کو بے نقاب کیا۔ بیان کے بعد مجمع نے پنڈال میں اور جامع مسجد تقویٰ و جامع مسجد بلال وغیرہ میں عصر کے فریضے کو جماعت سے ادا کرنے کا اہتمام کیا اور بعد ازاں عالمی ایوارڈ یافتہ حافظ ابوبکر اسم بامسمی نے اپنی حسن صوت اعلیٰ پر سوز آواز درد بھرے لہجے میں بلا جھجک آیات ختم نبوت اور سورۃ الاعلیٰ کی چند آیات کی تلاوت کر کے مجمع کے دلوں میں قرآن کریم کی حقانیت کو بٹھایا۔ پھر جامع المحاسن حضرت مولانا مفتی محمد زبیر صلاح اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ایبٹ آباد کے امیر مولانا مفتی عبدالواجد نے آئے ہوئے تمام مہمانوں کا فرداً فرداً شکریہ ادا کیا۔

آخر میں کانفرنس کے مہمان خصوصی ولی کامل حضرت مولانا مفتی محمد حسن لاہور جلوہ افروز ہوئے نعروں کے ساتھ استقبال کیا گیا، زیارت کے بعد آپ کو بیان کی دعوت دی۔ حضرت نے رضا بر قضا پر ایسی گفتگو فرمائی کہ مجمع حضرت جی کی زیارت میں ہی محو تھا اور گفتگو کی چاشنی کو سمیٹ رہا تھا۔ بیان کے اختتام پر مجمع نے بیعت کے لئے خواہش کا اظہار فرمایا، ازاں بعد آپ کی رقت آمیز دعا سے کانفرنس کا اختتام ہوا۔

کانفرنس کے اس موقع پر یکم مئی سے ۱۰ مئی تک مختلف جوڑ منعقد ہوئے: (۱) سرفہرست حلقہ جات میں (۲) وکلاء کا بار روم میں (۳) تاجر حضرات کا کمیونٹی سنٹروں میں (۴) سکول کالج یونیورسٹی کے استاد پروفیسر لیکچرار وغیرہ کا (۵) ڈاکٹر حضرات کا جوڑ نمایاں تھے اسکے علاوہ نوجوانوں کا جوڑ بھی مختلف مواقع پر ہوا

علماء کرام ومشائخ عظام ان سے مخاطب ہوتے رہے۔ مجمع کی تعداد نہایت قابل رشک اور قابلِ داد تھی باوجود موسم کی خرابی کے عید گاہ کا پنڈال جگہ کی تنگی کی شکایت کررہا تھا۔ کانفرنس کے اختتام سے اب تک مبارک باد اور اظہار تشکر اور خصوصاً کانفرنس کی افادیت کا لوگ اعتراف کررہا ہے۔

راقم کا خیال ہے مجمع مجموعی طور پر آئندہ ایسے مبارک اجتماعات کانفرنسز کے لئے مشتاق نظر ہے۔ عظیم الشان کانفرنس کامیاب کرانے میں محض اللہ تعالیٰ کا فضل کرم تھا اور اسبابی طور پر چند جماعتیں امیر محترم جناب وقار جدون نے تشکیل دی تھی: (۱) ذکر اللہ کی جماعت جس کے ذمہ دار مولانا معوذ الرحمٰن مدرس جامعہ ابوھریرہؓ ٹھنڈا میرا اور مولانا عبدالغفور اسحاقی (۲) دوسری جماعت اسٹیج کی نقابت ودیگر ذمہ داریاں حضرت مولانا مفتی نورالحق اور مولانا فضل ربی (۳) تیسری جماعت خدمت کی خدمت والوں کی خدمت اکل وشرب اور مہمانوں کی تواضع جس کے ذمہ دار مولانا عباداللہ بھائی یاسر عمر بھائی قاری نعیم الرحمٰن محمد سجاد عفی عنہ (۴) چوتھی جماعت پانی پلانے والے ساقی ان کے ذمہ دار مولانا نصیب شاہ (۵) پانچویں جماعت سیکورٹی کی جس کے ذمہ دار مولانا شمس الرحمٰن (۶) چھٹی جماعت استقبالیہ جس کے ذمہ دار مولانا طیب اور مولانا وحید الرحمان (۷) ساتویں جماعت سیکورٹی کی جس کے ذمہ دار مولانا نفیس الرحمٰن ومولانا احتشام تھے اللہ تعالیٰ سب کی محنت کو قبول فرمائے۔

کامیاب زندگی گزارنے کا راز

آپ خاموش رہیں...... قدرت جواب دیتی ہے۔
آپ معاف کردیں...... قدرت عزت دیتی ہے۔
آپ جھک جائیں...... قدرت آپ کو بلند کردیتی ہے۔
آپ اپنی تشہیر سے بچتے پھریں...... قدرت لوگوں کے دلوں میں آپ کی عزت ومحبت ڈال دیتی ہے۔
یہی ہے زندگی کا راز...... کہ یہاں سب الٹ ہوتا ہے۔
آپ بے نیاز ہوجائیں...... ہر چیز قدموں میں آ گرتی ہے۔
بس جلدی نہ کریں...... اللہ سے ضد نہ لگائیں...... انتظار کرنا سیکھ لیں
اللہ کے کام اپنے ہاتھوں میں نہ لیں۔ کوشش کریں اور نتیجے کے پیچھے نہ بھاگیں۔ کوشش کرکے چپ چاپ سائیڈ پہ ہوجائے۔
وہ دیکھ رہا ہے آپ کا حصہ آپ کو ہی دے گا۔ بہت سے راز ہیں اس زندگی میں چھپے ہوئے۔
یہ چند باتیں اور ایسی کتنی ہی باتیں ہیں، جن کے راز روز افشاں ہوتے ہیں۔
دعا کریں عمل کریں...... اور نتیجہ رب پر چھوڑ دیں۔ (مرسلہ: مفتی مصطفیٰ عزیز)

شاہین ختم نبوت کا دوروزہ دورہ منڈی بہاؤالدین، جہلم وگجرات

مولانا محمد مسعود خوشابی

۱۷ مئی ۲۰۲۴ء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے جامع مسجد صدیق اکبر پنجن کسانہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات میں خطبہ جمعہ دیا۔ اس پروگرام کے محرک ومیزبان نوجوان عالم دین مولانا عبداللہ اختر تھے، ان کی محنت سے خطبہ جمعہ میں تمام طبقات کے افراد نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی اہمیت اور فتنہ قادیانیت کی حقیقت کے بارے مفصل خطاب کیا۔ یہاں سے فارغ ہوکر شاہین ختم نبوت سرائے عالمگیر تشریف لے گئے ان کے ساتھ رفیق سفر مولانا محمد قاسم سیوطی اور حافظ رانا عبداللہ بھی تھے۔

بعد نماز مغرب سرائے عالمگیر شہر کی تاریخی شاہی مسجد میں بیان طے تھا جس کے میزبان جامعہ حنفیہ تعلیم القرآن سرائے عالمگیر کے ناظم باغ وبہار شخصیت کے مالک قاری محمد طارق محمود صاحب اور شاہی مسجد کی انتظامیہ تھی۔ مولانا صاحب نے یہاں بھی عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کی زہرناکی اور اس فتنے کی ایمان شکن سرگرمیوں کے حوالے سے اپنا درددل سامنے رکھا۔ اس محاذ پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی جدوجہد پر بھی گفتگو کی۔ شاہی مسجد پروگرام بھی بھرپور کامیاب رہا۔ ان دونوں پروگراموں کی بھرپور کامیابی میں مقامی احباب کی محنت شامل تھی وہیں پہ مبلغ ختم نبوت مولانا محمد قاسم سیوطی صاحب کی دعوتی مہم کا بھی کردار نمایاں تھا۔ شیڈول کے مطابق اس پروگرام سے فراغت کے بعد شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم کے مدیر اور اس کی بہاروں کے نگران پروردہ آغوش اکابر مولانا ابوبکر صدیق کی پرخلوص دعوت پر جہلم تشریف لے گئے۔ مولانا مفتی محمد شریف عابر کی سرپرستی اور شیخ الحدیث مولانا قاری ظفر اقبال کی صدارت میں پروگرام منعقد ہوا۔ مولانا ابوبکر صدیق نے اس پروگرام کی کامیابی اور اس میں بھرپور شرکت کے لئے بہت محنت کی جس کی بدولت صرف جہلم شہر اور اس کے مضافات سے نہیں بلکہ دینہ، سوہاوہ، ڈومیلی، ڈگوک امب، سنگھوئی، کھاریاں اور دور دراز علاقوں سے مولانا قاضی عبداللطیف جہلمیؒ کے روحانی فرزندوں نے پورے جوش وخروش سے شرکت کر کے پروگرام کو چار چاند لگا دیئے۔ اس کامیاب پروگرام پر مولانا ابوبکر صدیق اور ان کی پوری ٹیم مبارکباد کی مستحق ہے۔

اگلی صبح ناشتے سے فراغت کے بعد راقم الحروف کو حضرت مولانا اللہ وسایا سے مختصر گفتگو کا موقع ملا،

مولانا نے فرمایا کہ چند دن پہلے آئی ایم ایف نے پاکستان کے قرضوں کی بحالی کے لئے ملکی حکمرانوں کے سامنے شرط رکھی کہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کی خدمات کے سلسلے میں سائنس فیسٹیول کا انعقاد کیا جائے جس پر حکمران طبقہ تیار بھی ہوگیا تھا لیکن آپ کی جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی بروقت کوششوں سے الحمدللہ یہ فیسٹیول منسوخ ہوگیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ سات ستمبر کو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے فیصلے کو پچاس سال پورے ہورہے ہیں اور اس یادگار موقع پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان لاہور مینار پاکستان پر گولڈن جوبلی منانے کا اعلان کر چکی ہے۔ جس کی کامیابی کے لئے ابھی سے محنت شروع کر دینی چاہیے۔ اس دن اپنے اپنے مقامات پر ریلیوں کے انعقاد کے علاوہ گولڈن جوبلی پروگرام میں ریکارڈ شرکت ہونی چاہیے۔ منڈی شہر میں مصروف وقت گزارنے کے بعد شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا صاحب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع منڈی بہاؤالدین قاری عبدالواحد صاحب کے ہاں تشریف لے گئے۔ شاہین ختم نبوت کی آمد پر قاری صاحب اور عالمی مجلس کے مقامی رہنماؤں اور کارکنان کے علاوہ جامعہ کے اساتذہ و طلباء نے والہانہ استقبال کیا۔ شاہین ختم نبوت نے یہاں خوب وقت گزارا۔ صبح ساڑھے دس بجے مبلغ ختم نبوت مولانا محمد قاسم سیوطی صاحب کے ہمراہ تشریف لائے اور عصر کے قریب یہاں سے روانگی ہوئی۔ قیام و آرام کے دوران ظہرانے کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔ قیام کے دوران موجودہ ملکی صورتحال کے تناظر میں جماعتی گفتگو تفصیلی طور پر ہوئی اور ضلع میں عالمی مجلس کی دعوتی سرگرمیوں کے سلسلے میں مشاورت ہوئی۔ مقامی علماء کرام و کارکنان عالمی مجلس سے فرمایا کہ آج رات کو گلشن ترمذی جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا میں پروگرام ہے جس کے لئے ’’حیات باقی ملاقات باقی‘‘ کے مقولے کے ساتھ یہاں سے رخصت کی اجازت چاہتا ہوں جس پر قاری عبدالواحد صاحب و دیگر احباب نے ان کو رخصت کیا۔

جامع مسجد ختم نبوت رحمٰن ٹاؤن احمد پور سیال میں خطبہ جمعہ کا افتتاح

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد ختم نبوت رحمان ٹاؤن نزد کلمہ چوک احمد پور سیال ضلع جھنگ میں ۲۴ مئی ۲۰۲۴ء کو نماز جمعہ کا افتتاح ہوا گیا۔ خطبہ جمعۃ المبارک پیر طریقت رہبر شریعت حضرت مولانا قاری پیر عتیق الرحمٰن ہزاروی مدظلہ مدیر جامعہ زکریا ترنول اسلام آباد نے ارشاد فرمایا۔ نماز جمعہ میں کثیر تعداد میں شمع نبوت کے پروانوں نے شرکت کی۔ حضرت جی نے مرزائیت کے وسط میں اللہ رب العزت کی طرف سے مضبوط مرکز قائم کرنے پر مبارکباد پیش کی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت احمد پور سیال کے کارکنان و قیادت کو خراج تحسین پیش کیا۔

مولانا مفتی محمد راشد مدنی کا تین روزہ دورہ ہزارہ، ایبٹ آباد

نورالحق بن عبدالکبیر ایبٹ آباد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا مفتی محمد راشد مدنی تین روزہ دورہ پر ایبٹ آباد تشریف لائے۔ ۱۷مئی ۲۰۲۴ء کو قبل از جمعہ صبح دس بجے گورنمنٹ کالج آف منیجمنٹ سائنسز منڈیاں میں میزبان حضرت مولانا پروفیسر شفیق الرحمٰن عباسی کے ہمراہ کالج کے پرنسپل اساتذہ ولیکچرار اور سٹوڈنٹس سے خطاب کیا۔ بعدازاں سوال وجواب کی نشست ہوئی۔ صحیح سوالوں کے جوابات دینے والے سٹوڈنٹس کو انعامات سے نوازا گیا۔ کالج کے پرنسپل محترم جناب اسد خان نے نہایت داد وتحسین اور شکریہ کے ساتھ حضرت مفتی صاحب کو رخصت فرمایا۔ دوسرا بیان بانڈہ پھگواڑیاں کی جامع مسجد میں جمعہ کے مجمع عام سے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت پر فرمایا۔ بعد نمازِ مغرب مین بازار نواں شہر عظیم الشان کانفرنس سے مخاطب ہوئے جہاں علماء کرام ومشائخ عظام اور عوام الناس کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا۔

۱۸مئی بروز ہفتہ کو صبح دس بجے تقریباً مدرسہ عربیہ عرفانیہ شیروان میں مفتی صاحب تشریف لائے وہاں پر طلباء کرام علماء کرام اور شمع رسالت کے پروانوں اور ختم نبوت کے دیوانوں سے بیان کیا۔ ازاں بعد بنات کے عظیم ادارے مدرسہ ام سلمہؓ زیر اہتمام مفتی جعفر طیار مقبول اعوان کے ہاں بیان ہوا۔ بعد نمازِ مغرب بانڈی ڈھونڈاں قلندر آباد میں عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس سے بطورِ چیف آف گیسٹ کے عوام الناس کے جم غفیر سے مخاطب ہوئے۔

۱۹مئی بروز اتوار صبح دس بجے جامع مسجد شہزادہ بخارا میں نشست بسلسلہ اظہار تشکر میں تیسری سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس عیدگاہ اپر ملکپورہ کی کامیابی پر خدمات سرانجام دینے والے کارکنان شمع رسالت کے پروانوں اور ختم نبوت کے دیوانوں سے نہایت قیمتی اور پراثر نصائح ارشاد فرمائے۔ بعدازاں ہزارہ ڈویژن کی ایک عظیم روحانی ادارے جامعہ ابوہریرہؓ ٹھنڈا میرا میں طلباء کرام واساتذہ کرام سے عظیم عنوان عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت پر گفتگو فرمائی۔ شام کو دوسری عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس میں بازار دھمتوڑ میں حضرت مفتی صاحب جلوہ افروز ہوئے، تاجدار ختم نبوت کی صداؤں اور نعروں سے استقبال کیا گیا، پیر طریقت قبلہ پیر اسد حسین شاہ نقشبندی نے داد تحسین کے الفاظ کے ساتھ ہدیہ تبریک پیش کیا۔ مفتی صاحب نے تحفظ ختم نبوت کی اہمیت پر سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ یوں حضرت مفتی صاحب حفظہ کا تین روزہ دورہ مکمل ہوا۔

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے۔۔۔۔۔۔مبصر: مولانا عتیق الرحمٰن سیف

قادیانی طریقہ بیعت اور قادیانی دجل مع امت مسلمہ اور قادیانیوں کے درمیان عقیدہ ختم نبوت میں بنیادی فرق: مؤلف: مولانا عبیداللہ لطیف: صفحات: ۴۴: ناشر: ختم نبوت ریڈرز کلب پاکستان، ختم نبوت اکیڈمی جمیل آباد فیصل آباد: رابطہ نمبر0304-6265209!

جناب مولانا عبیداللہ لطیف نے ردّ قادیانیت پر پہلے تین کتابیں لکھیں ہیں۔اب یہ چوتھی کاوش ان کی سامنے آئی ہے۔آپ نے قادیانی بیعت فارم پر ناقدانہ نظر ڈالی ہے اور اس کا خبث باطن، دجل دجال کا پردہ چاک کر کے اس دھوکہ دہی، فریب ومکر، کذب وزور کو الم نشرح کر دیا ہے اور اپنے موضوع پر شاندار کامیابی سے ہم کنار ہوئے ہیں۔

رسائل مفتی محمود: مترجم: قاری فیاض الرحمٰن علوی، مولانا ڈاکٹر عبدالحلیم اکبری: صفحات: ۲۰۸: قیمت: ۴۰۰ روپے: ناشر: مفتی محمود اکیڈمی پاکستان، جمعیت سیکرٹریٹ موگول کمپاؤنڈ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی: رابطہ نمبر021-34190406

ہمارے مخدوم مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ کے عربی میں تین رسائل ہیں، (۱) **التسھیل لاحکام الترتیل**، (۲) **زبدۃ المقال فی رویۃ الھلال**، (۳) **المتنبی القادیانی من ھو؟**

پہلے رسالہ کا ترجمہ قاری فیاض الرحمٰن نے کیا اور آخری دو کا ترجمہ ڈاکٹر عبدالحکیم اکبری نے کیا۔ خوشی ہے کہ ان حضرات کی مساعی جمیلہ سے، یہ رسالے جمع بھی ہوگئے اور ترجمہ ہونے کے ساتھ اردو دان طبقہ بھی اس سے مستفید ہوسکتا ہے۔ملک عزیز کے نامور مصنف جناب محمد فاروق قریشی کے اہتمام سے مفتی محمود اکیڈمی کراچی کے تحت بہت سارا مفید لٹریچر وکتب شائع ہوا اور مزید بھی شائع کیا جارہا ہے۔

حضرت مفکر اسلام مفتی محمود صاحب کا فتاویٰ محمود، تفسیر محمود اور ترمذی شریف کی شرح کے شائع ہونے کے بعد اب ان رسائل کی اشاعت باعث مسرت ہے۔اعلان کیا گیا ہے کہ حضرت مفتی محمود صاحب کے پچاس خطبات بھی کمپوز ہوچکے ہیں جو شائع ہوا چاہتے ہیں۔خدا کرے کہ ایسے جلدی ہوجائے۔آمین! امید ہے کہ اہل علم ان رسائل سے بھرپور نفع حاصل کریں گے۔

یزید کی شخصیت علامہ ابن جوزی کی نظر میں: مترجم: مولانا مفتی محمد شعیب: صفحات: ۱۹۰: قیمت: درج نہیں: ناشر: شاہ نفیس اکیڈمی لاہور: ملنے کا پتہ: مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور

ابتداء چھٹی صدی ہجری کے بزرگ الامام ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی بن محمد بن جوزیؒ المعروف علامہ ابن جوزی سے ایک زمانہ واقف ہے۔ آپ نامور عالم ربانی اور کثیر التصانیف بزرگ ہیں۔ آپ کا ایک رسالہ ''الرّد علی المعصب العنید المانع من ذمّ یزید'' ہے۔ آپ نے اس میں خالصۃً اسلامی منہج اور تحقیقاتی انداز میں باحوالہ احادیث وآثار واقوال صحابہ سے مدلل اس موضوع پر قلم اٹھایا اور عربی میں مختصر مگر جامع رسالہ مرتب کردیا۔

پاکستان میں بدنصیبی سے موجودہ بعض نوجوان علماء میں جہاں بہت ساری روشن خیالی درکر آئی ہے۔ اس میں ایک یزید کی حمایت اور سیدنا امام حسینؓ کے موقف کی تردید وتضحیک بھی ہے۔ ابھی چند دن ہوئے، ایک معروف خارجی جو مماتی بھی تھا اس کے تعزیتی ریفرنس میں بعض ایسے ایسے نام دیکھے کہ سوائے اظہار افسوس کے کچھ کہنا مشکل ہوگیا۔

علامہ ابن جوزی پوری امت کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں کہ پندرہویں صدی میں جنم لینے والی زہریلی بیماری کا تریاق انہوں نے چھٹی صدی میں مہیا کردیا۔ ضرورت تھی کہ اسے اردو کا جامہ پہنایا جائے۔ چنانچہ جناب میاں رضوان نفیس کے کہنے پر جامعہ دارالتقویٰ چوبرجی لاہور کے حضرت مولانا مفتی شعیب احمد صاحب نے اس کا اردو ترجمہ کردیا جو رواں سلیس اور قابل تحسین ولائق تبریک ہے۔

ہمارے مخدوم حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالواحد مرحوم نے اس کا مقدمہ تحریر فرمادیا تھا۔ اس رسالہ کو شائع کرنے کے لئے جن مراحل سے گزرنا ہوا، جو اس سے غرض وغایت ہے اس کی تمام تر تفصیلات ''حرف رضوان'' میں شامل ہیں۔ ترجمہ کے لئے کیا منہج اختیار کیا گیا اس کی تفصیل مترجم نے خود قلم بند کردی ہے۔ مصنف علامہ ابن جوزی کے تفصیلی حالات بھی شامل اشاعت ہیں۔ مکمل ترجمہ کے بعد آخر میں عربی رسالہ کا مکمل متن بھی شامل کردیا گیا ہے۔

ان تمام خوبیوں کے ساتھ طباعت، کمپوزنگ، جلد وٹائٹل اپنی تمام خوبیوں کے خود گواہ ہیں۔ غرض فسق یزید پر اتنی جامع دستاویز محبین سیدنا امام حسینؓ کے لئے سرمہ نور ہدایت اور بیش بہا معلومات پر مشتمل قیمتی تاریخی تحقیقی دستاویز ہے۔ امید ہے کہ شائقین ہاتھوں ہاتھ لیں گے۔ دام تزویر محبت یزید پلید کے مریض حضرات بھی توجہ سے پڑھ لیں تو امید ہے کہ محبت حسینیؓ کے علمبردار بن جائیں۔

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ!

ملٹی میڈیا پروجیکٹر کورسز تھرپارکر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام چار مقامات پر ختم نبوت کورسز بذریعہ پروجیکٹر منعقد ہوئے۔ (۱) پہلا کورس ۵؍مئی ۲۰۲۴ء کو سومرا سرگاؤں تحصیل ڈیپلو ضلع تھرپاکر میں سائیں سونہارو سومرو کی سرپرستی اور حافظ غلام مصطفیٰ سومرو کی نگرانی میں منعقد ہوا۔ (۲) دوسرا کورس ۷؍مئی ۲۰۲۴ء کو جنہان جونیجو تحصیل وضلع مٹھی تھرپارکر میں قاری محمد ایوب جونیجو کی زیرنگرانی منعقد ہوا۔ (۳) تیسرا کورس ۸؍مئی ۲۰۲۴ء کو بعدعشاء جامع مسجد فضل بھنجر ونز دھر تھرپارکر میں مولانا محمد کامل کی زیرنگرانی منعقد ہوا۔ (۴) چوتھا کورس ۱۰؍مئی ۲۰۲۴ء مرکز ختم نبوت ٹالہی میں بعد نماز عشاء مولانا منظور احمد بلوچ کی زیرنگرانی منعقد ہوا۔ چاروں کورسز میں مولانا حنیف سیال مبلغ تھرپارکر نے لیکچرز دیئے۔ جس میں عقیدہ ختم نبوت، اوصاف نبوت اور قادیانی کلمہ کی حقیقت، قادیانی کافر کیوں ہیں؟، فتنہ قادیانیت کے دجل وفریب اور قادیانی و دوسرے کافروں میں فرق جیسے اہم عنوانات شامل تھے۔ تمام کورسز میں بڑی تعداد میں علماء حفاظ وعوام الناس نے شرکت کی۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا دورہ ضلع جھنگ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ۳؍مئی کو ضلع جھنگ کے تبلیغی دورہ پر تشریف لائے تو مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالحکیم نعمانی نے آپ کا استقبال کیا۔ آپ نے مدرسہ مظاہر العلوم روڈو سلطان میں مولانا حکیم محمد قاسم نقشبندی کے ہاں جمعتہ المبارک کا خطبہ ارشاد فرمایا۔ جبکہ مولانا عبدالحکیم نعمانی نے جامع مسجد شان بلال روڈو سلطان میں جمعتہ المبارک کے موقع پر فتنہ قادیانیت کی تازہ ترین صورتحال کی بابت عوام الناس کو شعور اور آگاہی دی۔ بعدازاں آپ فیض گاہ شریف ملھوموڑ میں مولانا پیر عبدالرحیم نقشبندی کی زیارت وملاقات کے لئے تشریف لے گئے۔

ملاقات میں اکابرین ختم نبوت اور تحریک ختم نبوت کی موجودہ صورتحال کے حوالہ سے گفت وشنید اور مشاورتی عمل جاری رہا۔ بعد نماز مغرب آپ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قدیمی وجانباز مبلغ حضرت مولانا غلام حسین مرحوم کے جنازہ میں شرکت فرمائی جنازہ سے قبل آپ نے مولانا مرحوم کی دینی وتحریکی اور تدریسی جملہ خدمات پر جامع روشنی ڈالی۔

علاوہ ازیں ۱۶؍مئی کو شورکوٹ سٹی میں دعوتی پروگراموں پر تشریف لائے۔ تو مولانا محمد زاہد انور، مولانا محمد علی ایڈووکیٹ، رانا محمد اشفاق اور مولانا عبدالحکیم نعمانی نے آپ کا بھرپور استقبال کیا۔ ۱۶؍مئی کی صبح کو آپ نے جامعہ عثمانیہ میں درس ختم نبوت ارشاد فرمایا اور نصف النہار کے وقت آپ نے گرائمر کالج میں طلباء اور طالبات اور اسٹاف ٹیچرز کو عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت پر لیکچر ارشاد فرمایا۔ بعد نماز مغرب آپ نے جامع مسجد مدنی بستی منکل شورکوٹ میں ختم نبوت کنونشن کی تقریب سے خطاب کیا۔ عشاء کی نماز کے بعد آپ نے جامع مسجد حیدر کرار محلّہ قریشیاں شورکوٹ میں منعقدہ ختم نبوت کانفرنس سے آیت میثاق النّبیین سے عقیدہ ختم نبوت کے استدلال کو علمی انداز میں واضح فرمایا۔ دعا کے بعد آپ سفر ملتان کے لئے روانہ ہوگئے۔

مولانا محمد راشد مدنی کا دورہ بٹگرام

۱۶مئی ۲۰۲۴ء کو مہمان خصوصی حضرت مولانا راشد مدنی مرکزی راہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صبح تقریباً۹ بجے بٹگرام پہنچے۔ تحصیل امیر مولانا مفتی فیاض اور حاجی وقار جدون نے استقبال کیا۔ شیڈول کے مطابق حضرت کا پہلا بیان مفتی بخت منیر کے ہاں مدرسہ دارالعلوم بٹگرام میں ہوا۔ دوسرا بیان ساڑھے دس بجے پر سابق ایم این اے مولانا قاری محمد یوسف کے ہاں مدرسہ اشاعت الاسلام غازی کوٹ کس پل کے مقام پر، تیسرا بیان تقریباً ساڑھے دس بجے حضرت مولانا فریدالدین مہتمم مدرسہ کوثر القرآن ویگن اڈہ مین بازار میں ہوا، جب کہ چوتھا اور آخری بیان ختم نبوت کانفرنس میں ہوا۔ یہ کانفرنس حضرت مولانا قاری اسرائیل نائب امیر عالمی مجلس بٹگرام کے ہاں جامع مسجد خلفائے راشدین نزد یونیورسٹی کیمپس بٹگرام میں منعقد ہوئی۔ حضرت کے مذکورہ بالا بیانات اور اسفار میں حضرت الامیر مولانا نجم الدین اور ناظم عمومی مولانا مفتی حامد حقانی ساتھ رہے۔ (نظام الدین بٹگرام)

دوروزہ ختم نبوت کورسز ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے زیراہتمام ۶ دوروزہ ختم نبوت کورسز کا انعقاد کیا گیا۔

پہلا کورس ۱۳، ۱۴مئی ۲۰۲۴ء کو مدرسہ فیض القرآن چک نمبر ۳۸۱ کاہلوں میں ہوا۔

دوسرا کورس ۱۵، ۱۶مئی ۲۰۲۴ء کو مرکزی جامع مسجد چک نمبر ۳۷۹ نئی بستی میں ہوا۔

تیسرا کورس ۱۷، ۱۸؍مئی کو جامع مسجد عمر بن خطاب چک نمبر ۳۵۰ گٹ والا میں ہوا۔

چوتھا کورس ۱۹، ۲۰مئی کو مدرسہ جامعہ عبیدیہ چک نمبر ۳۵۰ گٹ والا رجانہ روڈ میں ہوا۔

پانچواں کورس ۲۱، ۲۲مئی کو مدرسہ عظمت العلوم کھیکھہ بنگلہ روڈ ٹوبہ میں ہوا۔

چھٹا کورس ۳۰، ۳۱مئی کو مدرسہ جامعہ عثمانیہ محلّہ راوی ٹاؤن کمالیہ میں ہوا۔

ان تمام کورسز میں ضلع ٹوبہ کے امیر مولانا سعداللہ لدھیانوی، تحصیل ٹوبہ کے امیر مولانا حماد غالب اور مبلغ مولانا محمد ارشاد فاروقی نے لیکچرز دیئے۔

ختم نبوت کانفرنس کمالیہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام عظیم الشان فقید المثال ختم نبوت کانفرنس ۳۱مئی ۲۰۲۴ء کو جامع مسجد فاروقیہ کمالیہ میں حضرت مولانا محمد احمد لدھیانوی و مولانا سعداللہ لدھیانوی کی زیرسرپرستی اور کمالیہ کے امیر مولانا پیرجی عتیق الرحمٰن کی زیرصدارت منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی نگرانی مولانا لطف اللہ لدھیانوی و مبلغ مولانا محمد ارشاد فاروقی نے کی۔ مولانا قاری عمر فاروق نے تلاوت قرآن پاک جبکہ مولانا شاہد عمران عارفی نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ کانفرنس میں مولانا حماد غالب، مولانا اشرف طاہر، حضرت مولانا محمد احمد لدھیانوی اور شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا نے خطابات کئے۔ شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ۱۹۷۴ء سے لے کر ۲۰۲۴ تک قادیانیوں نے پورا زور لگایا پاکستان میں ختم نبوت کے قانون کو ختم کروانے کے لئے لیکن ختم تو دور کی بات اس قانون کی زیر زبر بھی نہیں ہلا سکے۔ سات ستمبر ۱۹۷۴ء سے سات ستمبر ۲۰۲۴ء تک ختم نبوت کے قانون کو پچاس سال مکمل ہونے پر اس سال سات ستمبر ۲۰۲۴ء بعد نماز عصر مینار پاکستان لاہور میں گولڈن جوبلی منائی جائے گی۔

نارووال میں قادیانی نوجوان کا قبول اسلام

جامع مسجد عبدالحمید کھوکھر نارووال میں مؤرخہ ۲۷مئی ۲۰۲۴ء کو ختم نبوت کانفرنس کے موقع پر شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کی خدمت میں مولانا مفتی عصمت اللہ سرپرست عالمی مجلس نارووال کی معیت میں ایک نوجوان نومسلم محمد راشد حاضر ہوا، جس نے قادیانیت سے توبہ تائب ہوکر اپنے سینے کو اسلام سے مزین کیا۔ حضرت نے نوجوان نومسلم کو ایمان لانے پر مبارک باد پیش کی، اسلام وایمان کی حقانیت بتلائی اور فرمایا کہ تاجدارِ ختم نبوت ﷺ سے محبت وعقیدت ایمان کا حصہ ہے۔

اس موقع پر مجاہد ختم نبوت مولانا فقیر اللہ اختر، مفتی محمد امجد نقشبندی، پروفیسر رانا ڈاکٹر زاہد محمود نعمانی، مولانا محمد طلحہ عثمان، محترم مقصود احمد باجوہ، مولانا محمد عثمان صدیقی، قاری تنویر اختر ودیگر حضرات موجود تھے۔ تمام حضرات نے آخر میں نوجوان مسلم کو مبارک باد پیش کرنے کے ساتھ ساتھ ایمان پہ استقامت کی دعا کی۔ اللہ رب العزت سب کو دین متین کی خدمت کے لئے قبول فرمائے، آمین!

تحفظ ختم نبوت کانفرنس مینار پاکستان لاہور کی تیاری کے سلسلہ میں مانگا منڈی علمائے کرام کا اجلاس

7 ستمبر مینار پاکستان ختم نبوت گولڈن جوبلی فتح مبین کانفرنس کی تیاری کے سلسلے میں جامع مسجد الرحمٰن مانگا منڈی لاہور میں میاں پیر رضوان نفیس کی زیر صدارت مانگا منڈی کے علماء کرام کا اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماؤں مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا قاری علیم الدین شاکر، مولانا حافظ محمد اشرف گجر، مولانا خالد محمود، مولانا مفتی محمد عاطف، مولانا قدرت اللہ عارف، قاری محمد احمد، مفتی محمد سفیان معاویہ، حاجی محمد الیاس، مولانا محمد ارشد، مولانا احسان اللہ، مولانا ابوبکر صدیق، مولانا عبدالواجد، مولانا محمد اقبال، مولانا محمد عابد ارشاد، مولانا زاہد محمود، مولانا محمد نواز، مولانا فضل الرحمٰن، مولانا غلام نبی، مولانا شکیل الرحمٰن، مولانا محمد یوسف، مولانا محمد صدیق، قاری خالد جاوید، سید عبدالوہاب، محترم محمد شہزاد، محترم محمود شفیق،، قاری محمد نعمان، حافظ محمد قاسم،، قاری نوید الحسن، قاری لعل دین، قاری محمد اقبال سمیت دیگر نے شرکت کی۔ اجلاس میں 7 ستمبر مینار پاکستان ختم نبوت گولڈن جوبلی کو کامیاب بنانے کیلئے۔ علماء کرام نے کہا کہ ہم عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے سب کچھ قربان کرنا اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے کہا کہ پہلے کی طرح اس مرتبہ علماءِ کرام اپنے اپنے علاقے کی مساجد و دیگر مذہبی وسیاسی مقامات پر ختم نبوت کانفرنسز، ختم نبوت تربیتی نشست، کالج اور یونیوسٹیز میں ٹیچرز ورکشاپ کا انعقاد کیا جائے اور انہیں عقیدہ ختم نبوت کے بارے میں آگاہی دی جائے تاکہ کلمہ طیبہ کی طرح ہر چھوٹے بڑے مسلمان مرد وخواتین کو عقیدہ ختم نبوت کا علم ہونا چاہیئے کیونکہ ختم نبوت کا عقیدہ دین اسلام کی اساس اور بنیاد ہے جب تک یہ عقیدہ صحیح نہیں ہوگا اس وقت تک کوئی عمل عنداللہ مقبول نہیں، اور اپنے علاقہ کے علماء تاجر، وکلاء اور ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے عامتہ المسلمین عوامی اجتماعات منعقد کرنے کیلئے اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔ اجلاس میں کانفرنس کی تیاری کا بھرپور عزم اور ارادہ کیا گیا اور اس حوالہ سے مختلف پروگرامز تشکیل دیے گئے۔

تحفظ ختم نبوت کانفرنس مینار پاکستان لاہور کی تیاری کے سلسلہ میں پتوکی کے علمائے کرام کا اجلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام 7 ستمبر مینار پاکستان لاہور میں ختم نبوت گولڈن جوبلی کی تیاری کے سلسلہ میں حضرت قاری محمد ابراہیم مفید کی زیر صدارت ملانوالا گاؤں میواتیوں والی مسجد پتوکی میں علماء کرام کا ایک مشاورتی اجلاس منعقد ہوا جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماؤں مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، میاں پیر رضوان نفیس، مولانا حافظ اشرف گجر، مولانا خالد محمود، قاری جان محمد، مفتی عبدالعزیز، مفتی سفیان معاویہ، مولانا فاروق، مفتی عاطف محمود، قاری اشرف، قاری محمد اسلم ڈوگر، قاری محمد اشرف شاکر، قاری عاشق تبسم، قاری طارق شیر مدنی، قاری رضاء القاسمی، پروفیسر حافظ مسعود الحسن، مولانا ہارون، مولانا وحید الحسن مختار، مولانا قاسم انور، مولانا نصر اللہ، مفتی طاہر مبین قاری عثمان کامران سمیت دیگر علماء کرام نے شرکت کی۔ اجلاس میں پتوکی کے علماء کرام نے کہا عقیدہ ختم نبوت دین اسلام کی اساس اور بنیاد ہے اس کا تحفظ کرنا ہم سب کی ذمہ داری ہے علماء کرام نے کہا کہ ہم عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے سب کچھ قربان کرنا اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔ اجلاس میں 12 اکتوبر 2024 کو پتوکی میں ایک بڑی کانفرنس کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اجلاس میں 7 ستمبر مینار پاکستان ختم نبوت گولڈن جوبلی کو کامیاب بنانے کے حوالے سے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے کہا کہ 7 ستمبر پاکستان کی تاریخ کا ایک اہم ترین دن ہے اس دن 1974 کو پاکستان کی قومی اسمبلی میں قادیانیوں اور لاہوری گروپ کو علماء نے اپنی جانوں کی قربانیاں دیکر متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا۔ ان شاءاللہ 7 ستمبر 2024 کو اس فیصلے کے 50 سال مکمل ہونے پر مینار پاکستان لاہور میں شہدائے ختم نبوت کی قربانیوں کو خراج تحسین پیش کرنے کیلئے مسلمان اپنے باوفا نبی حضرت محمد ﷺ کی عزت وناموس اور ختم نبوت کے تحفظ کے لیے ایک نئے عزم اور ولولے کے ساتھ تجدید عہد کریں گے۔

تحفظ ختم نبوت کے حوالہ سے آل لاہور علماء کنونشن

7 ستمبر مینار پاکستان ختم نبوت گولڈن جوبلی فتح مبین کانفرنس کی تیاری کے سلسلے میں مرکز ختم نبوت جامع مسجد عائشہ مسلم ٹاؤن لاہور میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی دعوت پر حضرت مولانا محبّ النبی کی زیر صدارت لاہور کے تمام علماء کرام کا ایک اہم اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماؤں مفتی محمد حسن، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا فضل الرحیم اشرفی، مولانا سید محمود میاں، مولانا محمد امجد خان، مولانا عبدالرؤف فاروقی، مولانا علیم الدین شاکر، میاں پیر رضوان نفیس، مولانا صوفی محمد اکرم، مولانا حافظ اسعد عبید، مولانا حافظ محمد اشرف گجر، مولانا خالد محمو، مولانا عبدالشکور یوسف، مولانا ظہیر احمد قمر، مفتی محمد عثمان، مولانا عبداللہ مدنی، مولانا عبد العزیز، قاضی عبدالودود، مولانا فاضل عثمانی، مولانا عبد الرحمٰن، مولانا سمیع اللہ، قاری زکریا، مولانا عبدالحسیب، قاری محمد عابد، مولانا محمد حسین، مولانا ارشد، مفتی عاقب، سعید وقار، مولانا عرفان، مولانا عبدالغفور، مولانا حمزہ، مولانا مہتاب فاروق، مولانا عثمان حیدر، مولانا اخلاق احمد، مولانا عبدالقوی، محمد ابراہیم سلیم خان سمیت بھرپور علماءِ کرام نے شرکت کی۔

اجلاس میں 7 ستمبر 2024ء بعد نمازِ عصر عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس جو کہ مینار پاکستان لاہور میں منعقد ہو رہی ہے کانفرنس کی تیاری کا جائزہ لیا گیا۔ علماء کرام نے کہا کہ ہم عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے سب کچھ قربان کرنا اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے کہا کہ پہلے کی طرح اس مرتبہ علماءِ کرام اپنے اپنے علاقے کی مساجد میں ختم نبوت کنوینشنز، ختم نبوت کانفرنسز اور اپنے علاقہ کے تاجر، وکلاء، اور عوامی اجتماعات منعقد کرنے کیلئے بھرپور کردار ادا کریں۔ اجلاس میں ختم نبوت نبوت کانفرنس کی تیاری کا بھرپور عزم اور ارادہ کیا گیا اور اس حوالہ سے مختلف پروگرامز تشکیل دے دیے گئے۔ اجلاس میں کہا گیا کہ عقیدہ ختم نبوت پاکستانی قوم کی نظر میں انتہائی حساس نوعیت کا مسئلہ ہے۔ اس عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے امت مسلمہ ہمیشہ حساس رہی ہے۔ انشاء اللہ 7 ستمبر کو مینار پاکستان پر ختم نبوت کانفرنس کو کامیاب بنانے کیلئے بھرپور تیاری اور محنت کریں گے۔

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

قیمت فی شمارہ -/30 روپے

قیمت سالانہ -/360 روپے